

دینی مدارس کے خلاف بلا جواز واشتعال انگیز آپریشن

حمد و ستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانہ عالم کو وجود بخشا
اور
دروود و سلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنہوں نے حق کا بول بالا کیا۔

دینی مدارس میں تعلیمی سال کا آغاز شوال المکرم سے ہوتا ہے، طلبہ اور اساتذہ کرام نئے جذبوں اور ولولوں کے ساتھ مدارس کا رخ کرتے ہیں، مسلمانوں کے موجودہ دور انحطاط میں جب کہ عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات اور معاشرت سمیت تمام شعبے روبہ زوال ہیں، اسلامی شعائر اور تہذیب و تمدن پر خطرات کے سائے منڈلا رہے ہیں، فحاشی و بے حیائی کا نہ تھمنے والا سیلاب ہماری نوجوان نسل کو خس و خاشاک کی طرح بہائے لے جا رہا ہے۔ بے دینی کے اس سمندر میں دینی مدارس ان پُر امن جزیروں کی مانند ہیں جہاں سسکتی ہوئی انسانیت کچھ وقت کے لیے پناہ لے سکتی ہے۔

جو کام بڑی بڑی حکومتوں اور وسائل سے مالا مال اداروں کو کرنا چاہیے تھا وہ نامساعد حالات اور بے سروسامانی کی حالت میں دینی مدارس سرانجام دے رہے ہیں، وطن عزیز کے لاکھوں بچے اور بچیاں ایسی ہیں جو تعلیم کو تجارت اور تحصیل زر کا ذریعہ بنا دیئے جانے کے بعد پرائیویٹ اداروں کے ہوش ربا اخراجات برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے، یہ بچے اور ان کے والدین دینی مدارس کا رخ کرتے ہیں جہاں بچوں کو ضروری عصری تعلیم کے ساتھ قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کی تعلیم دی جاتی ہے، دینی مدارس صرف دینی اقدار و شعائر کی حفاظت کا فریضہ ہی انجام نہیں دے رہے بلکہ غریب اور متوسط طبقات کے افراد کو کارآمد، باصلاحیت، تعلیم یافتہ اور مہذب شہری بنانے میں حکومت کا تعاون بھی کر رہے ہیں، انہی مدارس کی بدولت حق و باطل کا امتیاز قائم ہے، دینی اقدار و شعائر کا احترام و تصور عوام میں موجود ہے، حلال و حرام کی سرحدیں باقی

ہیں، بہن اور بیوی کا فرق معلوم ہے۔

جو لوگ امریکی حکام، افسران اور دانشوروں کی نفسیات کو سمجھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ امریکی اپنے آپ کو ”عقل کل“ سمجھتے ہیں اور کسی موضوع اور معاملے کا گہرائی سے جائزہ لینے کی بجائے سطحی سی معلومات حاصل کر لیتے ہیں اور پھر ان معلومات کی بنیاد پر دھن، دھونس اور دھاندلی کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے چل پڑتے ہیں، جس کے لیے وہ طاقت کا بے محابا استعمال کرتے ہیں، مثلاً امریکا نے دینی مدارس کے بارے میں یہ ذہن بنالیا ہے کہ دہشت گردی کی کارروائیوں کے لیے خود کش بمبار دینی مدارس سے تخلیق کیے جا رہے ہیں، ان کا یہ بھی خیال ہے کہ دینی نصاب اور طریق تدریس سے شدت پسندی، انتہا پسندی اور دہشت گردی کو فروغ ملتا ہے، یہاں انتہائی افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ پاکستانی حکام اور دانشوروں میں کوئی صاحب بصیرت اور جرات مند شخصیت ایسی نہیں جو امریکی حکام کو یہ باور کرا سکے کہ دینی مدارس میں دہشت گردی تو دور کی بات ہے، ہر امن احتجاج کا بھی کوئی کلچر موجود نہیں ہے، کم و بیش تمام مدارس میں مدارس کی اس دیرینہ روایت کا عکس نظر آتا ہے

ع ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

امریکی و برطانوی اپنا جال بڑی عیاری سے بچھاتے ہیں گزشتہ کئی برسوں سے میڈیا پر یہ گمراہ کن سلسلہ جاری ہے کہ دہشت گردی کا کوئی بھی واقعہ کسی جگہ پر ہو، دینی مدارس کے کردار کو خواہ مخواہ زیر بحث لا کر ان کے نصاب، نظام تعلیم، ذرائع آمد وغیرہ پر گفتگو کرتے ہوئے تان اسی پر توڑی جاتی ہے کہ مدارس میں فرقہ واریت کی تعلیم دی جاتی ہے، جس سے انتہاء پسندی اور دہشت گردی کو فروغ ملتا ہے، لہذا انہیں کنٹرول کیا جائے۔ چند سال قبل جب لندن میں بم دھماکہ ہوا تھا تو اس وقت کے برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیر نے پاکستان کے دینی مدارس کو ”بدی کے نظریے“ کا سرچشمہ قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ان مدارس کے خلاف کارروائی کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں، یہ پرویزی دور کی بات ہے، پرویز مشرف اور اس کے بعد زرداری حکومت کو تو بوجہ مدارس کے خلاف کسی آپریشن کی ہمت نہیں ہوئی، مگر جو کارنامہ نسبتاً سیکولر سمجھی جانے والی حکومتیں انجام نہ دے سکیں، وہ مسلم لیگی حکومت اب انجام دے رہی ہے، پنجاب میں گزشتہ دو ہفتوں سے مدارس کے خلاف آپریشن کا سلسلہ زور و شور سے جاری ہے، یہ آپریشن فوج، پولیس، ایلپیٹ فورس اور دیگر

فوسز کر رہی ہیں، مدارس میں سرچ آپریشن کا انداز ایسا ہے کہ گویا یہ تعلیمی ادارے نہیں دہشت گردی کے مراکز ہیں، بہت سے مدارس میں طلبہ کے کمروں، درسگاہوں، بستروں اور صندوقوں کو بھی چیک کیا گیا، بھاری نفری کے ساتھ کیے گئے ان آپریشنز میں کم عمر بچوں کو خوفزدہ اور ہراساں کیا گیا، بہاولپور اور ملتان ڈویژن کے تمام مدارس کی مکمل تلاشی کے دوران جو ”آلات دہشت گردی“ برآمد ہوئے وہ دو عدد (لائسنس یافتہ) کلاشکوف رائفلیں تھیں، اور جو ”دہشت گرد“ پکڑے گئے ان کی تعداد چار تھی، ثبوت ”دہشت گردی“ یہ تھا کہ اس وقت ان کے پاس شناختی کارڈ موجود نہیں تھے، بعد ازاں ان ”دہشت گردوں“ کو چھوڑ دیا گیا، اس رحم دلی کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی، حالانکہ اتنے بڑے ”مجرموں“ کو یونہی چھوڑ دینا دہشت گردی کے خلاف جنگ کو زبردست نقصان پہنچا سکتا ہے۔

مختلف مدارس میں آنے والی معائنہ ٹیموں نے سامان کی تلاشی کے علاوہ کتب خانوں کو بھی چیک کیا اور مسلکی اختلاف کے موضوعات پر لکھی گئی متعدد کتب کو اپنی تحویل میں لے لیا، ان کتب میں ردِ قادیانیت پر لکھی ہوئی کتب بھی اٹھائی گئیں، جس پر ان ”ماہرین شریعت“ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ”قادیانیت کی تردید بھی فرقہ واریت ہے؟“ اس پر انہوں نے وہ کتب واپس رکھ دیں، البتہ جن کتابوں کے ٹائٹل پر بریلویت، شیعہ یا اہل حدیث کا لفظ تھا انہیں تحویل میں لے لیا، اہل علم جانتے ہیں کہ اس نوع کی کتب ہر تعلیمی و تدریسی ادارے میں موجود ہوتی ہیں، مختلف مسالک کے سنجیدہ علماء نے بھی اختلافی مسائل پر علمی انداز میں اپنے موقف کو واضح کیا ہے ایسی تمام کتب کو بیک جنبشِ قلم فرقہ وارانہ قرار دینا ناقابلِ فہم ہے، مزید براں ایسی کتب بھی تحویل میں لی گئیں جن پر پہلے سے کوئی پابندی نہیں اور نہ ہی حکومت نے اہل مدارس کو پابندی کی زد میں آنے والی کتب کی نئی فہرست مہیا کی ہے۔ جہاں تک دینی مدارس کا تعلق ہے تو یہ بات کئی مرتبہ واضح کی جا چکی ہے کہ مدارس پر طلبہ کو دہشت گردی کی تربیت دینے کا الزام قطعی طور پر غلط ہے، اب بھی پنجاب میں سینکڑوں مدارس پر چھاپے مارے گئے مگر کسی ایک مدرسے میں بھی ایسے آلات یا ماحول نہیں پایا گیا جسے دہشت گردی کی تربیت کے الزام کے لیے بنیاد بنایا جاسکے۔

جب کہ دوسری طرف ان چھاپوں پر ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے ”وفاق المدارس العربیہ پاکستان“ کی قیادت نے کھلم کھلا کہا ہے کہ ملک کے کسی ایک مدرسے کی نشاندہی کی جائے جس میں دہشت گردی کی تربیت

دی جاتی ہو، اگر کوئی مدرسہ ایسا پایا گیا تو وفاق المدارس اُس کے خلاف کارروائی میں حکومت کے ساتھ شریک ہوگا، مگر اس کے باوجود دینی مدارس کے خلاف معاندانہ رویہ جاری ہے۔

قرآن وحدیث کی تعلیم دینے والے یہ مدارس قرآن وحدیث کی برکت سے ان شاء اللہ العزیز قائم و دائم رہیں گے، البتہ امریکا وبرطانیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مدارس کو دشمن قرار دے کر انہیں مٹا دینے کے عزائم رکھنے والے حکمرانوں کو دوست اور دشمن میں امتیاز کرنا چاہیے، ان سے پہلے بھی کسی حکمران نے مولویوں کو چاندی کی کشتی میں بٹھا کر ملک بدر کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا مگر پھر اس کا انجام دیکھنے والوں کے لیے نوحۂ عبرت بن گیا، ہماری حکمرانوں سے استدعا ہے کہ وہ مہذب طریقے سے مدارس کی جانچ پڑتال کر کے اپنے شبہات ضرور دور کریں، مگر مدارس کی توہین وتذلیل اور علماء وطلبہ کی تحقیر و اہانت سے احتراز کریں کہ قرآن وحدیث کے اساتذہ وطلبہ کی تحقیر بالواسطہ قرآن وحدیث کی توہین ہے۔

ان پریشان کن حالات میں اہل مدارس پر ظاہری اسباب کے درجہ میں جہاں یہ ضروری ہے کہ کسی طالب علم کو شناختی کارڈ اور ضروری دستاویز کے بغیر داخلہ نہ دیں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے شب وروز کا جائزہ لیں، حقیقت یہ ہے کہ اب مدارس کی فضائیں اس زہد و تقویٰ اور اتباع سنت سے تقریباً خالی ہیں جو ہمارے اسلاف کا امتیاز تھا جس کی وجہ سے مدارس کے کسی بڑے سے بڑے دشمن کو بھی علماء وطلبہ کے کردار پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہ تھی، یہ مدارس دن کے وقت درس گاہوں اور رات کو خانقاہوں کا منظر پیش کرتے تھے۔ الحمد للہ! پڑھنے پڑھانے کا عمل اب بھی جاری ہے مگر یوں محسوس ہوتا ہے کہ اخلاص و تقویٰ کی روح سے خالی ہے۔

سج رہ گئی رسم اذناں، روح بلالی ♦ نہ رہی

لہذا اہل مدارس سے باادب استدعا ہے کہ وہ ظاہر کے ساتھ تعمیر باطن کی طرف بھی توجہ فرمائیں، ان حالات میں ہماری عبادات، مناجات، تلاوت، ذکر و اذکار، دعاؤں اور آہ سحرگاہی کی کیفیات بدلی ہوئی محسوس ہونی چاہئیں۔ مسلمانوں کے قلوب میں مدارس کی محبت وعظمت پیدا کر دینا اور حالات کو سازگار بنادینا حق جل شانہ ہی کے اختیار میں ہے، اگر حق تعالیٰ شانہ سے ہمارا معاملہ اطاعت و انابت اور معافی وعذر خواہی کا ہوگا تو ان شاء اللہ العزیز کوئی دشمن مدارس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

قارئین! اپنی دعاؤں میں اس دعا کا اضافہ بھی فرمائیں کہ جو لوگ مدارس کے دشمن ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے آقاؤں کو ان کے عزائم میں ناکام و نامراد فرمائیں۔

حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے فرمایا

ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب استاذ جامعہ المدارس ملتان

ملفوظ : ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ بعض لوگوں نے یہ مشہور کیا ہے کہ امام مہدی نقشبندی ہوں گے، فرمایا کہ یہ تو میں نے نہیں سنا، البتہ بعض خفیوں نے لکھا ہے کہ وہ خفی ہوں گے، مگر یہ غلو ہے، غالباً یہ ہوگا کہ امام مہدی کا اجتہاد امام صاحب کے اجتہاد پر منطبق ہو جائے گا، باتیں دعوے کی دل کو نہیں لگتیں، اس میں تو ایک گونہ اہانت ہے امام مہدی ♦ کی، ان کا طرز صحابہ ﷺ کا سا ہوگا، وہ نہ نقشبندی ہوں گے نہ چشتی اور نہ خفی، وہ تو دین کے ہر شعبہ میں خود مستقل شان رکھتے ہوں گے۔

ملفوظ : ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ طریق میں بعد تصحیح عقائد و اعمال ضروریہ کے سب سے بڑی چیز محبت ہے، اس کی بڑی سخت ضرورت ہے، مراقبات سے بھی زیادہ تر یہی مقصود ہے کہ ان سے یکسوئی ہو اور یکسوئی سے محبت، اور سماع میں بھی یہی ہوتا ہے کہ اس سے یکسوئی ہو جاتی ہے اور یکسوئی کے ساتھ ایک ہیجان بھی ہوتا ہے مگر ہیجان اسی محبت کا ہوتا ہے جو پہلے سے ہو، اگر خدا کی محبت ہے تو اس کا ہیجان اور ہوتا ہے اور اگر مخلوق کی محبت ہے تو اس کا ہیجان اور، اس لیے ہر شخص کو سماع کی اجازت نہیں۔

ملفوظ : ایک شخص کی غلطی پر تنبیہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ زیادہ تر جو تکلیف ہوتی ہے وہ بے عقلی سے نہیں ہوتی بلکہ بے فکری سے تکلیف ہوتی ہے، اگر فکر سے آدمی کام لے تو موٹی موٹی باتوں میں غلطی نہیں ہو سکتی اور عقلوں میں تفاوت ضرور ہوتا ہے مگر اس قدر نہیں کہ فکر سے کام لینے کی حالت میں اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے، مگر جب فکر ہی سے کام نہ لیں تو پھر بہائم اور انسان میں کیا فرق رہ جاتا ہے کیونکہ جانور میں فکر نہیں ہے یعنی دوسری جانب کا احتمال تو اس ذہن میں حاضر نہیں ہوتا، سو آدمی کو چاہیے کہ جو کام کرنا چاہے پہلے سوچ لے کہ نہ معلوم اس کا کوئی پہلو مصلحت کے خلاف ہو، اس شخص نے عرض کیا کہ میں معافی چاہتا ہوں، فرمایا کہ معاف ہے خدا نخواستہ کوئی انتقام تھوڑی لے رہا ہوں مگر کیا متنبہ بھی نہ کروں، بدوں تنبیہ کے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ ایسی حرکت کرنا غلطی ہے، عرض کیا کہ میرے مقدر میں اسی طرح تھا، فرمایا کہ یہ اور بھی نامعقول عذر ہے، معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ بولنے کا مرض ہے محض بیہودہ ہو، آپ کہتے ہیں کہ مقدر میں بھی تھا اس کے معنی تو یہ ہیں کہ خدا ہی کی تجویز ایسی ہے میں مجبور ہوں، اپنی براءت کے لیے مقدر کو پیش کرنا کس قدر نالائق اور بیہودہ حرکت ہے، اب تک تو میں نے نہیں کہا تھا، مگر اب کہتا ہوں کہ تم کو مجھ سے مناسبت نہیں کہیں اور جاؤ۔ (ازالافاضات الیومیہ ص ۸۰-۸۱)

افادات شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی (رحمۃ اللہ علیہ)

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ معارف مدنی

گزشتہ سے پیوستہ:

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ یہ ناظم اعلیٰ صاحب کا انتظام نہیں بلکہ آپ کے خادم چوہدری عبدالرحمن کی عقیدت ہے جو کہ چٹائیاں فروخت کرتے ہیں، انہوں نے اس وقت (فروخت کی) چٹائیاں بچھادی ہیں، حضرت نے جوں ہی یہ بات سنی تو آپ کے چہرے کا رنگ فوراً بدل گیا اور اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور فرمایا کہ ان چٹائیوں کو اٹھا دو، خدام نے عرض کیا کہ عبدالرحمن نے خوشی سے بچھائی ہیں، فرمایا نہیں، وہ ان کو غیر مستعمل اور نئی بنا کر فروخت کرے گا، حالانکہ استعمال میں آچکی ہوں گی، لہذا یہ کب درست ہوگا؟ چنانچہ چٹائیاں اٹھادی گئیں اور دفتر کی چٹائیوں پر نماز ادا کی گئی (مولانا احمد اللہ صاحب سرحدی)

حضرت خود مصارف ادا فرماتے تھے:

اگر حضرت کی دفتر جمعیت میں تشریف آوری اپنے کسی نجی کام سے ہوتی تو یہ گوارا نہیں تھا کہ چائے یا کھانے کا انتظام دفتر کی جانب سے ہو، اس لیے یہ ظاہر کرنا پڑتا تھا کہ یہ انتظام فلاں خادم نے اپنے پاس سے کیا ہے، ورنہ حضرت خود مصارف ادا فرماتے، اب چند سال سے دہلی کے مشہور صاحب خیر جناب حاجی یسین صاحب گڑک والے (سوداگر سوڈا برف وغیرہ) نے یہ انتظام بڑے اصرار و التجا سے اپنے ذمہ لے لیا تھا، جب تشریف آوری کے بارے میں معلوم ہوتا مولانا وحید الدین صاحب قاسمی حاجی صاحب کو اطلاع کر دیتے اور حاجی صاحب بڑے شوق سے عین سعادت سمجھ کر اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے اور کھلا کر خوش ہوتے تھے (جزاہم اللہ) لیٹر فارم ایک عام چیز ہے، بارہا درخواست کی گئی کہ حضرت جمعیت علماء ہند کا لیٹر فارم استعمال فرمائیں، بحیثیت صدر آپ کو اس کا حق ہے اور یہی بات موزوں بھی ہے، مگر بہت ہی کم ایسا ہوا کہ جمعیت علماء کی ضرورت سے بھی آپ نے جمعیت علماء کا لیٹر فارم استعمال فرمایا ہو، ورنہ اپنے لیٹر فارم پر جو کہ اعلیٰ قسم کے کاغذ سے علیحدہ تیار کرایا جاتا تھا اور جس کے مصارف حضرت خود ادا فرمایا کرتے تھے، اسی پر خطوط تحریر فرماتے اور خود جمعیت علماء سے متعلق امور بھی اسی اپنے کاغذ پر ارقام فرماتے تھے اور اس بات کا تو کوئی امکان ہی نہیں تھا کہ جمعیت علماء کے کسی کاغذ کو اپنی ذاتی ضرورت کے لیے استعمال فرمائیں۔..... (جاری ہے)..... از شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات ص ۷۸

خاتمہ ایماں پہ کردے، طالب احسان ہوں

پروفیسر میاں محمد افضل صاحب (ساہیوال)

یوم آزادی مناؤں کس طرح؟ حیراں ہوں کب ہوں میں آزاد، میں تو کفر کا غلام ۱ ہوں
میرے آباء نے بنایا تھا وطن، دیں کے لیے ان کے مقصد کو بھلا کر، تابع شیطان ہوں
عزیمیں ہم نے لٹائیں اس لیے تھیں دوستو! تا بنے یہ کفر کی آماجگاہ ۲ حیران ہوں
اپنے بھائی بند کتنے ہو گئے اس پر فدا کیا دیا ان کو صلہ ہم نے، بہت ندمان ۳ ہوں
یہ وطن انصاف کی خاطر بنایا تھا گیا ظلم اتنا کیوں ہے یاں؟ میں بیکرِ خلجان ۴ ہوں
دیکھتا ہوں جب یہ حالت اپنے ملک پاک کی سوچتا ہوں میں یہ پھر، کیا بندہ رحمان ہوں؟
عالم کفر و جفا کا راج ہے اس دیس میں اُن کی نہ مانوں اگر میں، پھر نہیں انسان ہوں
جس گھڑی میرے وطن میں ہو نفاذ اسلام کا تب مجھے احساس ہوگا، یہ کہ میں فرحان ۵ ہوں
اے خدایا! ملک پاکستان کو آزاد کر میں خدایا! تجھ سے ہر دم، سائلِ عرفان ۶ ہوں
واسطہ میں آقائے مدنی کا دیتا ہوں تجھے خاتمہ ایماں پہ کردے، طالب احسان ہوں
افضل خستہ سوالی ہے ترے در کا خدا! دیدے سب حسنت ۷ مجھ کو، تجھ پر میں قربان ہوں

خیر المفوظات

ارشادات عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ بانی جامعہ خیر المدارس

مرسلہ: مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہ (مدرس جامعہ ہذا)

جامعہ خیر المدارس کے سابق بزرگ استاد حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب ؒ نے ایک دفعہ بندہ کو بتلایا کہ میں نے حضرت مہتمم صاحب سے عرض کیا کہ حضرت اب مجھے اجازت دے دیں میں اب گھر جاتا ہوں، (کیوں کہ حضرت استاد اس وقت کافی بوڑھے ہو گئے تھے) تو حضرت نے فرمایا کہ کیا کرو گے جاکر، بس دوستی پڑھا دیا کرو، یہیں رہو، اور فرمایا کہ جی چاہتا ہے کہ میرا اور آپ کا جنازہ اکٹھا یہیں سے اٹھے۔

حضرت ؒ کے شاگرد رشید مولانا فضل احمد صاحب جالندھری ؒ نے ایک دفعہ مجھے قصہ سنایا کہ (ہمارے استاد) حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے پاس جالندھری گھر پر پڑھتے تھے اور حضرت کی زمین کا کام بھی کرتے تھے، ہل بھی چلاتے تھے، چارہ بھی کاٹتے تھے، کبھی ہل چلا رہے ہوتے تھے اور اچانک دیکھتے کہ سبق شروع ہو گیا تو ہل وہیں کھڑے کر دیتے اور بھاگ کر سبق میں شریک ہو جاتے، کبھی چارہ کاٹ رہے ہوتے تھے اور دیکھتے کہ سبق شروع ہو گیا تو درانتی وہیں پھینکتے اور دوڑ کر سبق میں مل جاتے، اس بھاگ دوڑ میں کچھ سبق بھی رہ جاتا تھا پھر جب فارغ ہو گئے تو چونکہ ذہین تھے اس لئے سبق بڑے بڑے دیئے گئے۔ شرح جامی، نور الانوار وغیرہ۔ تو مولانا نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ شرح جامی کا مطالعہ کر رہا تھا تو ایک ایسی ہی جگہ آ گئی جو بھاگ دوڑ میں رہ گئی تھی میں نے اس کا مطالعہ کیا لیکن مجھے وہ جگہ سمجھ نہ آئی، میں نے پھر کوشش کی، پھر سمجھ نہ آئی، کافی کوشش کے بعد بھی جب سمجھ نہ آئی تو میں نے ارادہ کر لیا کہ کل لڑکوں کو کہوں گا کہ مجھے یہ جگہ سمجھ نہیں آئی اس کو چھوڑ دو، آگے پڑھو جب یہ جگہ سمجھ آ جائے گی تو میں پڑھا دوں گا، پھر میں سو گیا تو رات کو خواب میں حضرت کی زیارت ہوئی اور حضرت نے اس مقام کی ساری تقریر کر دی اور کہا کہ بس محمد علی اتنی ہی بات تھی، میں صبح اٹھا تو بہت خوش تھا، میں نے لڑکوں کو یہ بات سنائی اور سبق پڑھا دیا۔ یہ اس پر سنایا تھا کہ جو استادوں کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح برکت دیتا ہے۔

میرے استاد حضرت حافظ عبدالرحیم صاحب ؒ نے سنایا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ؒ جب دیوبند میں دورہ حدیث شریف پڑھتے تھے تو ایک دفعہ دیوبند سے صرف اس لئے چھٹی لے کر آئے کہ میں اپنے استاد کا ایندھن اکٹھا کر کے آؤں چنانچہ آئے اور حضرت کے کھیت کی چھڑیاں کاٹیں اور گڈے باندھ کر ساری لکڑیاں گھر میں ڈھودیں اور واپس دیوبند چلے گئے۔

115 افراد کے قبول اسلام کے موقع پر

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری کا تفصیلی خطاب

مرسلہ مولانا احسان الحق صاحب (فاضل دارالعلوم الحسینیہ، شہدادپور)

الحمد لله الحمد لله وكفى و الصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين
الرحمن الرحيم ملك يوم الدين اياك نعبد و اياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط
الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.
وقال الله وتبارك وتعالى: الله ولي الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور و
الذين كفروا اولياهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات. وقال الله تبارك و
تعالى ما كنت تدري ما الكتب و لا الايمان و لكن جعلناه نورا نهدي به نساء من عبادنا
وانك لتهدى الى صراط مستقيم. وقال الله ... و ربك يخلق ما يشاء و يختار. و قال
الله... و من احسن قولاً ممن دعا الى الله و عمل صالحاً و قال اننى من المسلمين. و
قال الله.. ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تنزل عليهم الملائكة الا تخافوا و لا تحزنوا
و ابشروا بالجنة التى كنتم توعدون، نحن اولياكم فى الحياة الدنيا و فى الآخرة ولكم
فيها ما تشتهون انفسكم و لكم فيها ما تدعون. نزلا من غفور الرحيم. وقال الله... كتب
الله لأغلبنا انا ورسلى ان الله قوى عزيز. و قال الله... و لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم
الاعلون ان كنتم مؤمنين و الحمد لله رب العالمين.

نہایت محترم معزز خوش نصیب ہمارے نو مسلم بھائی! قابل صد احترام حضرات علماء کرام، ارباب مدارس
دینیہ، اساتذہ کرام طلباء و عزیز، بزرگان مکرم و محترم برادران اسلام، خواتین اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ آج بتاریخ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۱۵ بروز اتوار مدرسہ بیت السلام نیو مسلم
کالونی ماتلی ضلع بدین سندھ پاکستان میں ہم سب لوگ ایک عظیم الشان تاریخی اور یادگار تقریب میں جمع

ہیں۔ اجتماعات تو بہت ہوتے ہیں ہوتے رہیں گے اور ہر دینی اجتماع عظیم الشان ہوتا ہے مگر آج کا یہ اجتماع اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں ہندو اور عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والے ۲۵ خاندانوں کے ۱۱۵ افراد نے اسلام قبول کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو حقیقی دائمی اور ابدی روشنی عطا فرمائی ہیں، دارالعلوم الحسینیہ شہدادپور ضلع ساگھر سندھ پاکستان یوں تو اپنی تعلیمی تربیتی دعوتی اور تبلیغی خدمات کا ایک وسیع قابل فخر دائرہ رکھتا ہے لیکن جس دارالعلوم کی شاخوں کا یہ امتیاز ہے یہ صرف مسلمانوں میں دین اسلام کے احکام کو ہی نہیں پہنچا رہے بلکہ غیر مسلموں کو بھی اسلام کی روشنی دکھا رہے ہیں اور صراطِ مستقیم پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں میں اس عظیم الشان خدمت پر حضرت مولانا قاری عبدالرشید رحیمی صاحب اور ان کے تمام رفقاء، معاونین خواہ ان کا تعلق علماء کے طبقے سے ہو یا تاجروں کے طبقے سے ہو سب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے (آمین)۔

اور یہ یقیناً قبول ہے میرے دادا میرے جد امجد استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ وہ حکیم الامت مجدد الملت والدین حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے اجل اور بڑے خلفاء میں سے تھے۔ وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنے کی توفیق مل جائے، مثلاً آپ نے فجر کی نماز پڑھی پھر اللہ نے آپ کو ظہر کی نماز کی توفیق عطا کر دی، ظہر پڑھی، عصر کی نماز کی توفیق مل گئی نماز عصر پڑھی، مغرب کی توفیق مل گئی مغرب کی نماز پڑھی، عشاء کی نماز کی توفیق مل گئی تو یہ اطمینان کر لو اور یقین کر لو کہ تمہاری پہلی نماز اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں قبول ہوگی اگر پہلی نماز قبول نہ ہوئی ہوتی تو اللہ تمہیں دوسری مرتبہ اپنے بارگاہ میں اور اپنے دربار میں نہ بلاتا دنیا میں اگر کسی سے ملنے جاؤ اگر اس کو آپ کا ملنا اور آپ کی گفتگو اچھی نہ لگے تو دوسری مرتبہ آپ ملنے جائیں تو وہ اپنے ملازمین کو کہہ دیتا ہے کہ اس سے کہہ دو صاحب موجود نہیں ہیں کہہ دو صاحب مصروف ہیں پھر کسی وقت آنا نا تم لے کر آنا میرے پاس ملنے کا نا تم نہیں ہے۔

فرمایا اس سے سمجھ لو کہ آپ کی پہلی ملاقات دنیا کے کسی انسان کو اچھی نہ لگے تو وہ دوسری مرتبہ آپ سے نہیں ملتا اسی طرح تمام بادشاہوں کے بادشاہ رب العالمین پروردگار عالم اگر اس کو تمہاری اپنی بارگاہ میں پہلی حاضری قبول نہ ہوتی اور پسند نہ آتی وہ تمہیں دوبارہ اپنی بارگاہ میں آنے کی توفیق نہ دیتا اس لیے کو دنیا کو انسان کو اختیار نہیں رکھتا وہ تو ہر اختیار رکھتا ہے وہی تو قادر مطلق ہے وہی تو مختار مطلق ہے ایک قدم بھی اس کی مرضی کے بغیر نہیں اٹھ سکتا ہے اگر تمہاری پہلی نماز مسجد اور دربار خداوندی میں اس کو پسند نہ ہوتی اللہ کے ہاں قبول نہ ہوتی وہ تمہیں ارادے کی بھی توفیق نہ دیتا گھر سے چلنے کی بھی توفیق نہ دیتا لیکن پھر جب وہ تمہیں اپنی بارگاہ میں لے آیا اور تم نے نماز کے لیے ہاتھ باندھے تو اطمینان کرو کہ تمہاری پہلی نماز قبول ہوگئی، تب ہی تو تمہیں

اس نے دوسری نماز کے لیے بلا لیا ہے (سبحان اللہ)۔

اسی طرح میرے دوستو یہ پہلا پروگرام نہیں ہے، جس طرح قاری صاحب نے جیسے بتایا ہے انفرادی طور پر بھی یہ اسلام کی دعوت و تبلیغ کو عام کر رہے ہیں اور اس سے پہلے باقاعدہ اجتماعی طور پر بھی اس طرح بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا میرے قائد میرے رہنما میری مربی اور مشفق اور مدارس کے قائد استاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم نے بھی اسی جگہ پر اسی شہر میں جولائی ۲۰۱۳ء کو بہت سے خوش نصیب انسانوں کو کلمہ پڑھایا تھا اس وقت ۱۹ خاندانوں نے اور ان کے ۱۱۰ افراد نے اسلام قبول کیا تھا اور اس کے بعد پھر انفرادی اور اجتماعی سلسلہ جاری ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے اور یہ اس بات کا یقین اور پکا ثبوت ہے کہ ان کی یہ خدمت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبول ہے ایک کے بعد دوسرے، دوسرے کے بعد تیسرے، تیسرے کے بعد چوتھے، چوتھے کے بعد پانچواں مسلمان ہو رہا ہے اور یہ تعداد ۱۰ ہزار تک پہنچ گئی ہے اور مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ تعداد دن بدن بڑھتی جائے گی اور اس میں اضافہ ہوتا رہے گا اور ہمارے ان جن بھائیوں نے آج اسلام قبول کیا ہے ان میں سے ہر ایک اسلام کا داعی بنے گا ہر ایک اسلام کا مبلغ بنے گا جو روشنی اللہ نے ان کو عطا کی ہے یہ اس روشنی کو پورا حاصل کر کے اپنے اور خاندانوں میں اور اپنے اور رشتہ داروں میں جائے گا ان کو بھی اسلام کی دعوت دے گا جو اس دولت کو آگے پہنچائے گا اور دارالعلوم الحسینہ اور اس کی تمام شاخیں اور سندھ کے تمام مدارس اور علماء سے بھی امید ہے کہ ان شاء اللہ اپنی ان کوششوں کو جاری رکھیں گے اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

میں اپنے اندر کی کیفیت آپ کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا آج میرا دل جتنا باغ باغ ہو رہا ہے کہ شاید میں نے اب تک دنیا کے بے شمار ملکوں کے سفر کیے مغرب اور یورپ کے ملکوں کے سفر بھی کیے امریکہ کا سفر بھی کیا اور اسی طرح انڈونیشیا کے ملکوں کے سفر بھی کیے الحمد للہ مغربی دنیا میں بہت سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے اور ان کے کلمہ پڑھانے کی اس فقیر کو اپنے اکابر کی دعاؤں کی برکت سے سعادت حاصل ہوئی ہے لیکن آج جتنی بڑی تعداد میں اور جس اجتماعی انداز میں ان حضرات نے اسلام قبول کیا ہے یہ میری زندگی کا پہلا اور تاریخی واقعہ ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ آپ کے لئے بھی بخشش کا ذریعہ بنیں گے اور میری بخشش کا ذریعہ بھی بنیں گے کل میرا اللہ پوچھے گا بتا حنیف! کیا لے کر آیا ہے کوئی نیکی نہیں ہوگی مگر یہ کہوں گا اے اللہ! مالتی کے شہر میں ان نو مسلم کو کلمہ پڑھایا ہے۔ مختلف ممالک میں یہ اللہ نے سعادت بخشی کہ لوگوں کو اسلام سمجھایا دعوت دی اور انہوں نے اسلام قبول کیا، میں ایک مرتبہ رمضان کے مبارک مہینہ میں برطانیہ کے شہر ڈنڈی میں تھا اسکا رٹ لینڈ کا ایک شہر ہے ڈنڈی اور رمضان المبارک میں ظاہر ہے آپ کو معلوم ہے کہ ترویج کی مصروفیت اور اس کے

بعد وہاں بیان تھا تو مجھے گلاسکو سے میرے ایک کزن جو وہاں گلاسکو میں رہتے ہیں ان کا ٹیلیفون آیا کہ آپ جتنا جلد ہو سکے گلاسکو آ جائیں، میں نے اس وقت رات کے ایک ڈیڑھ بجا ہوا ہے سخت سردی ہے اور باہر برف بہت ہے، روڈ کے اوپر برف ہی برف ہے، گاڑی کا چلنا بھی بہت مشکل ہے، دن بھر روزہ تھا، ابھی تراویح پڑھی ہیں، بیان کیا ہے میں صبح آ جاؤں گا، کہنے لگے نہیں میں آپ کو اپنی ملاقات کے لیے نہیں بلا رہا بلکہ آپ کو اس لیے بلا رہا ہوں کہ ہمارے گھر میں ایک انگریز خاتون کا آنا جانا تھا اور ہم اس کو وقتاً فوقتاً اسلام بتاتے رہتے تھے اس کو اسلام کی کتابیں بھی دیتے رہتے تھے اور وہ یہاں برطانیہ میں فوج کی انفر ہے پڑھی لکھی خاتون ہے اور آج انہوں نے ہم سے آ کر خود کہا کہ میں نے آپ کے اسلام کو جو پڑھا ہے کچھ میرے سوالات ہیں۔ آپ اپنے کسی مولوی کو بلا لیں وہ میرے سوالات کے اگر مجھے جواب دے کر مطمئن کر دے تو میں اسلام قبول کر لوں گی، مجھ سے کہنے لگے ہو سکتا ہے کہ آج کی رات اس کی قسمت میں ایمان لکھا ہو اور آپ اس کا ذریعہ بن جائیں تو اس لیے چونکہ آپ کے ساتھ ہماری دوستی اور رشتہ داری بھی ہے تو آپ کو تو زور دے سکتے ہیں اور کسی کو ہم اس وقت میں کہہ بھی نہیں سکتے رات کا وقت ہے تو آپ آ جائیں یقین کریں یہ میری زندگی کا پہلا واقعہ تھا میں نے اس وقت یہ سوچا کہ اگرچہ میں تھکا ہوا ہوں رات کا سفر ہے اور راستہ میں برف بھی بہت ہے اور خطرہ بھی ہے لیکن کوئی بات نہیں مجھے جانا چاہئے ہو سکتا ہے کہ یہ خاتون اسلام قبول کر لے اور میری بخشش کا ذریعہ بن جائے، میں اسی وقت رات کے ڈیڑھ دو بجے گلاسکو کے لیے ڈنڈی سے روانہ ہوا، میں تقریباً ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد وہاں پہنچا اور وہاں اپنے ماموں زاد بھائی کے گھر پر وہ بھی اور بہت سی اور خواتین اور مرد بھی جمع تھے، تو اس خاتون نے مجھ سے تقریباً اڑھائی سے تین گھنٹے سوالات کیے حتیٰ کہ سحری کا وقت اور نماز فجر کا وقت قریب آ گیا اور اس نے مجھ سے سوالات جو اس نے لکھے ہوئے تھے کئے وہ ایک شعوری دنیا کے لوگ ہیں وہ اسلام کو پوری طرح پڑھتے ہیں اور پوری طرح غور کرنے کے بعد پھر اسلام کے بارے میں جو سوالات ذہن میں آتے ہیں اس سے مطمئن ہونے کے بعد اسلام قبول کرتے ہیں اس نے مجھ سے بہت سے سوالات کیے میں ایک دو سوالات صرف آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ خاتون تھی اس نے زیادہ تر شریعت کے احکام کو پڑھا اور غور و فکر کیا جن میں عورتوں کے بارے میں تذکرہ ہے۔

مجھے کہنے لگی آپ کا اسلام عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرتا ہے ان کو دوسرے درجہ کا انسان سمجھتا ہے ان کو آدھا انسان سمجھتا ہے ان کو پورا انسان ہی نہیں سمجھتا وہ عورت کو عزت اور مقام نہیں دیتا؟ میں نے کہ اسلام تو عورت کو بہت زیادہ عزت و مقام دیتا ہے کہا کہ کیسے؟ آپ کے اسلام میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ عورت آدھی ہے اس کی گواہی آدھی ہے دو عورتیں ہوں

گی تو ان کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوگی تو ظاہر ہے کہ وہ وقت ایسا نہیں تھا کہ میں اس کے دلائل تفصیلات سے بیان کرتا۔ تو میں نے کہا بی بی! دو باتیں آپ سے کہتا ہوں، پہلی بات تو یہ کہتا ہوں کہ اسلام میں تو عورت کی گواہی کا اتنا بڑا اعتبار ہے، ہمارے پیغمبر کے نبی ہونے کی سب سے پہلے گواہی دی ہی عورت نے اور اللہ نے قرآن کے قرآن ہونے کی اور اسلام کے سچا دین ہونے کی اور حضور علیہ السلام کے سچے نبی اور پیغمبر ہونے کی گواہی مرد سے پہلے نہیں دلوائی، حضرت ابوبکر ♦ بعد ایمان لائے حضرت علی ♦ بعد میں ایمان لائے ہیں، حضرت زید بن حارثہ ♦ بعد میں ایمان لائے ہیں، غار حرا میں سب سے پہلے جب قرآن کی آیتیں اور وحی نازل ہوئی اقراراً باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق تو میرا محبوب پیغمبر غار حرا سے سیدھا اپنے گھر بیوی کے پاس آیا ہے اور ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ □ کو بتایا آج میرے ساتھ ایک نیا واقعہ ہوا یہ آیتیں اتری ہیں اور سب سے پہلے آکر انہوں نے یہ تمام تفصیل اپنی زوجہ مطہرہ امت کی ماں حضرت خدیجہ □ کو بتائی ہیں اور انہوں نے سنتے ہی اس کی تصدیق کی ہے تو اسلام میں اللہ نے سب سے پہلے جو گواہی دلوائی ہے وہ عورت سے دلوائی ہے مرد سے نہیں دلوائی، تو آپ کیسے کہتی ہیں کہ اسلام میں عورت کی گواہی کا اعتبار نہیں سب سے بڑی گواہی حضور ﷺ کے نبی ہونے کی گواہی ہے اسلام کے سچا ہونے کی گواہی ہے، ساری گواہیاں اس کے مقابلہ میں چھوٹی ہیں سب سے بڑی گواہی تو یہ ہے اور اسلام میں سب سے پہلے گواہی کس نے دی ہے؟ اگر عورت کی گواہی کا اعتبار نہ ہوتا یا اس کی حیثیت کم ہوتی تو اللہ سب سے پہلے گواہی عورت سے کیوں دلواتے؟ پھر میں ان سے یہ کہا کہ یہ تو آپ کے فائدے کے لیے ہے ہر مسئلہ میں یہ نہیں کہ عورت دو ہوں گی، کئی مسائل میں ایک عورت کی گواہی معتبر ہے اسی طرح معتبر ہے جس طرح مرد کی گواہی ہے بعض معاملات میں دو کی گواہی ہے وہ آپ کے فائدہ کے لیے ہیں۔

کہنے لگی کیسے میرے فائدے کے لیے ہے؟ میں نے کہا یہ بتاؤ جب آپ کسی مقدمے میں کورٹ میں عدالت میں گواہی دو گی کسی کے خلاف ہوگی یا کسی کے حق میں دو گی جب آپ کسی کے حق میں گواہی دو گی وہ کسی کے خلاف بھی تو ہوگی تو جس کے خلاف آپ گواہی دے رہی ہوں گی وہ آپ کی جان کا دشمن بن جائے گا وہ آپ کا مخالف بن جائے گا وہ آپ کو نقصان پہنچانا چاہے گا تو اللہ نے آپ کے ساتھ ایک اور عورت کو ملا دیا کیونکہ ایک اور مل جائیں گی تو گیارہ (۱۱) کہا کرتے ہیں تو اس مخالف کے نقصان سے بچانے کے لیے اللہ نے تمہارے ساتھ ایک اور عورت ملا دی۔ (سامعین سبحان اللہ) تاکہ تم دونوں اس کا مقابلہ کر سکو۔

کہنے لگی مولانا! میں نے پڑھا ہے آپ کی کتابوں میں مسئلہ لکھا ہے جب عورتیں مسجد میں نماز پڑھنے

آئیں مرد آگے کھڑے ہوں اور عورتیں پیچھے کھڑی ہوں تو ایسا کیوں؟ ہم مرد سے آگے کیوں نہیں؟ مرد ہمارے پیچھے کھڑے ہوں اور ہم برابر میں کیوں نہیں کھڑی ہو سکتی؟ ہمیں اسلام یہ اجازت کیوں نہیں دیتا اگر ہم نماز کے لیے مسجد میں جائیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں تو شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ آگے مرد ہوں گے، پیچھے عورتیں ہوں گی یہ تو آپ نے آج کل آگے کیا ہوا ہے، ان کے میاں صاحب پیچھے بیٹھے ہوں گے اور بیگم صاحبہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوتی ہے تو اس نے کہا مولانا! یہ تو عورت کو آپ عزت نہیں دیتے اسلام عزت نہیں دیتا، عورت نماز میں پیچھے اور مرد آگے کھڑے ہوتے ہیں الٹا کیوں نہیں؟ ہم آگے مرد پیچھے یا کم از کم ہم برابر کھڑی ہوں ایسا کیوں نہیں؟ میں نے کہا یہ بھی آپ کی عزت کے لئے اور فائدے کے لئے ہے کہنے لگی کیوں؟ میں نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے مردوں کی عادت ہے عورتوں کو دیکھنا اور میں نے کہا میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ چرچ جاتی ہوں گی گر جاتی ہوں گی جب انسان عبادت کی جگہ پر جاتا ہے مقصد کیا ہوتا ہے رب کی طرف متوجہ ہوں یا دائیں بائیں؟ کہا صرف رب کی طرف، میں نے کہا آپ دیکھیں جب آپ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے جائیں گی تو آپ کا مقصد اور مردوں کا مقصد بھی یہ ہے کہ دھیان اللہ کی طرف ہو اور مرد کی فطرت ہوتی ہے وہ عام طور پر عورتوں کو دیکھتا ہے تو اللہ نے یہ چاہا کہ تمہیں پیچھے کھڑا کر دے تاکہ تمہارا دھیان بھی میری طرف رہے مرد آگے ہوں ان کا دھیان بھی میری طرف ہو عبادت کا مقصد حاصل ہو تمہیں مردوں کی نظروں سے بچانے کے لئے اللہ نے پیچھے کھڑا کیا (سبحان اللہ)۔

تمہارے تقدس تمہارے تحفظ کے لیے اللہ نے ایسا کیا تاکہ تمہیں کوئی دیکھ رہا ہو تو تمہاری نماز میں بھی خلل آئے گا تم بھی سوچو گی یہ مجھے کیوں دیکھ رہا ہے نماز کیوں نہیں پڑھنے دیتا۔ تو اللہ نے تمہاری عبادت کو تمہاری نماز کو بھی اونچا درجہ دینے کے لیے اور تمہیں مردوں کی نظروں سے بچانے کے لیے اللہ نے ایسا کیا۔ میں نے کہا کیا تم پسند کرتی ہو کوئی تمہیں دیکھے؟ کہا میں بالکل پسند نہیں کرتی مجھے بہت برا لگتا ہے، میں نے کہا اللہ نے اسی لیے فرمایا تم پیچھے کھڑی ہو۔

مجھے کہنے لگی مولانا یہ میں نے پڑھا ہے آپ کی کتابوں میں اگر ایکسیڈنٹ میں مرد مر جائے آپ گاڑی چلا رہے تھے اچانک کوئی مرد سامنے آگیا ایکسیڈنٹ میں تو اسلام کہتا ہے کہ اس کی دیت سواونٹ ہیں کہ جس نے ایکسیڈنٹ میں مارا ہے وہ سواونٹ یا سواونٹوں کے پیسے وہ اور اس کا خاندان برادری عاقلہ اس آدمی کے خاندان کو دے جو ایکسیڈنٹ میں مر گیا ہے لیکن اگر کوئی عورت مر جائے ایکسیڈنٹ میں تو اس میں تم کہتے ہو کہ آدھی دیت ہے پچاس اونٹ آئیں گے یا اس کے برابر پیسے دے مرد اگر مرے تو اس کا معاوضہ ۱۰۰ اونٹ اور اگر عورت مرے تو اس کا معاوضہ ۵۰ اونٹ یہ تو آپ کا اسلام فرق کر رہا ہے۔ تو میں نے اس کو کہا اس پر آپ کو خوش ہونا چاہیے مطمئن ہونا چاہئے اعتراض تو ہم مردوں کو ہونا چاہئے کہنے لگی کیسے؟ میں نے کہا یہ بتاؤ اگر کسی عورت کا خاندان ایکسیڈنٹ میں مر جائے تو اس کے پیسے جو ۱۰۰ اونٹ یا ان کی قیمت ہوگی کس کو

ملیں گی؟ اور اگر بیوی مر گئی تو کس کو ملیں گے؟ مرد کو ملیں گے، ہمیں کم ملا، تمہیں زیادہ ملا۔ اب اعتراض تو ہم مردوں کو ہونا چاہئے تمہیں کیوں اعتراض ہو رہا ہے۔

الحمد للہ! آپ یاد رکھیں جب آپ کسی غیر مسلم سے بات کریں گے تو وہاں آپ قرآن کے دلائل نہیں دیں گے وہاں حدیث کے دلائل نہیں دیں گے اس لئے کہ قرآن وحدیث کی دلیل اس کو دیں گے جو ان کو مانتا ہو آپ اس سے اگر بات کریں گے تو دماغ سے کریں گے اس لئے کہ آپ اور اس میں مشترکہ چیز دماغ ہے عقل ہے آپ عقل کے ذریعے اس کو سمجھائیں گے آپ اس کو قرآن کے حدیث کے حوالے دیں وہ تو کافر ہے وہ کہے گا قرآن مانتا ہی نہیں حدیث مانتا ہی نہیں آپ دلیل وہ دیں جس کو میں مانوں تو آپ عقل کے ذریعے منطق کے ذریعے اس کو قائل کرنے کی کوشش کریں۔ اس نے بہت سے سوالات کیے لیکن الحمد للہ فجر کی اذان ہوئی ادھر سے اس نے کہا مولانا مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیں، اس نے اسلام قبول کیا اور الحمد للہ! آگے اس نے نئی عورتوں کو مسلمان کیا یہ میری زندگی کا پہلا واقعہ تھا۔

اس کے بعد بہت سی جگہوں پر ایسے اتفاقات دوسرے ملکوں میں ہوئے غیر مسلم ملکوں میں یورپ اور مغرب میں ہوئے مگر پاکستان جو مسلمانوں کا ملک ہے اور اسلام کے نام پر بنا ہوا ملک ہے اس میں اور اس طرح بڑی اجتماعی تعداد میں یہ الحمد للہ آپ کی برکت سے ہمیں یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (آمین)، میرے اور آپ کے لیے اللہ اس کو صدقہ جاریہ بنائے آمین۔

ایک آدمی کو ہدایت کے راستہ پر لے آنا اسلام کا راستہ دکھا دینا اتنی بڑی عبادت ہے کہ حضور علیہ السلام نے خیبر کے موقع پر فرمایا: کل میں جھنڈا اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ خیبر کے سخت ترین واقعہ کو فتح کر دے گا سب انتظار میں تھے کہ کون خوش نصیب ہوتا ہے جس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا۔

اگلے دن صبح ہوئی ہر ایک انتظار میں تھا کہ آج آقائے نامدار مجھے جھنڈا دیں گے، اتنے میں حضور علیہ السلام نے پوچھا، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے، فرمایا اسے بلاؤ، اسے بلایا گیا، کیا ہوا؟ عرض کیا، آنکھوں میں تکلیف ہے حضور ﷺ نے اپنا لعاب مبارک آنکھ پر لگایا، حضرت علی ♦ فرماتے ہیں مجھے ایسا لگا جیسا کبھی مجھے آنکھ میں درد ہوا ہی نہیں اور اس کے بعد حضور علیہ السلام نے مجھے جھنڈا دیا اور فرمایا تم آج قیادت کرو گے تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میں ان کافروں سے لڑوں گا خیبر میں یہودی رہتے تھے میں ان سے جنگ کروں گا جب تک ہماری طرح نہ ہو جائیں یہ تلوار چلاؤں گا جب تک کہ یہ کلمہ نہ پڑھ لیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ٹھہرو ٹھہرو اتنا زیادہ جوش ٹھیک نہیں ہے ذرا صبر کرو اور فرمایا جنگ کے ذریعے مسلمان کرنے کے بجائے دعوت کے ذریعے مسلمان کرنا، تلوار پہلے نہ اٹھانا تمہارا دشمن سے بھی جنگ میں مقابلہ ہو تو اسے پیار سے اسلام کی دعوت دینا اور فرمایا! سنو میرے علی بن ابی طالب! اگر اللہ تمہارے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا کر دے یہ تیرے لیے سرخ

اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے عربوں کا محبوب جانور اونٹ ہوا کرتا تھا اس لیے اس کی مثال دی فرمایا اونٹ تیرے لئے قیمتی نہیں اگر اللہ تیرے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ایک آدمی کی ہدایت اتنی قیمتی ہے یہاں تو ایک سو پندرہ مسلمان ہوئے ہیں یہاں تو دس ہزار کے قریب مسلمان ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے (آمین)۔

اور میں نے قرآن کریم جو آیات مبارکہ تلاوت کی ہیں ان میں ایک آیت یہ پڑھی ہے (و ربک یخلق ما یشاء و یختار) تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اپنے پیدا کیے ہوئے میں سے جس کو چاہتا ہے جن لیتا ہے، ساری زمین اللہ نے پیدا کی ہے، سارے شہر اللہ نے بنائے ہیں، تمام گاؤں اللہ نے پیدا کیے ہیں، مگر جس جگہ پر اپنا خانہ کعبہ بنانا ہے جس جگہ پر اپنی تجلیات کا مرکز بنانا ہے یہ انتخاب اللہ نے مخلوق پر نہیں چھوڑا خود انتخاب فرمایا اور مکہ المکرمہ کی زمین کا انتخاب کیا ہے دنیا کے تمام شہروں اور تمام جگہوں سے خود اللہ نے چنا ہے اس مکہ المکرمہ میں خانہ کعبہ بنے گا اس میں بیت اللہ بنے گا یہ عبادت کا مرکز ہوگا یہ رحمت کا مرکز ہوگا اس کا حج ہوا کرے گا۔ اس کا طواف ہوا کرے گا اپنے نبی کو کس شہر میں بھیجنا ہے مکہ سے طے جا کر طائف سے ہجرت کروانی ہے کہاں ٹھہرانا ہے یہ انتخاب اللہ نے حضور پر نہیں چھوڑا کہ تم اپنی مرضی سے کر لو یہ انتخاب بھی خود اللہ نے کیا اور مدینہ طیبہ کو چنا اور حضور علیہ السلام کو مکہ سے مدینہ ہجرت کروائی ہے مدینہ کا انتخاب بھی اللہ نے کیا مکہ کا انتخاب بھی اللہ نے کیا اور پھر اجتماع کر لو اور اپنے امام کا خود انتخاب کر لو اپنے سربراہ کا خود انتخاب کر لو نہیں بلکہ نبیوں کے سردار اور امام کا انتخاب بھی خود اللہ نے کیا اور تاج دار مدینہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کا امام بنایا۔ جبریل ﷺ سے کہا جاؤ میرے پیغمبر کو لے کر بیت اللہ سے بیت المقدس پہنچاؤ اور میں تمام نبیوں کو وہاں جمع کروں گا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ ۲۳ ہزار ۹۹۹ نبیوں کو جمع کیا جائے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے کھڑے ہوں گے تاکہ ساری دنیا کو پتہ چلے کہ ہر پیغمبر اپنی امت کا امام ہے مگر جو آگے کھڑے ہیں وہ ان اماموں کے بھی امام ہیں (سبحان اللہ)

حضور علیہ السلام کا انتخاب بھی انبیاء نے نہیں کیا اپنی امامت اپنی سرداری کے لیے اپنی قیادت کے لیے بلکہ اس کا انتخاب خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا ہے۔ حضور علیہ السلام پر کون ایمان لائے کس کو ایمان کی دولت دینی ہے؟ مکہ میں ابو جہل بھی ہے ابولہب بھی ہے مگر کس کس کو اپنے پیغمبر کا غلام بنانا ہے؟ اس ابوبکر ﷺ کا، حضرت عمر ﷺ کا انتخاب، حضرت عثمان ﷺ کا انتخاب خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا ہے اور حبشہ سے بلال ﷺ، روم سے صہیب ﷺ اور فارس سے سلمان ﷺ کو اللہ لے کر آئے ہیں۔

پھر صحابہ ﷺ میں کس کو امام بنانا ہے کس کو قائد بنانا ہے؟ اس کا انتخاب بھی اللہ نے کیا ہے اور حضور علیہ السلام کا فیصلہ یقیناً اللہ کا فیصلہ ہوتا تھا اور حضور ﷺ نے فرمایا میری جگہ نماز ابوبکر ﷺ پڑھائیں گے اور حضور ﷺ کی زندگی میں اعلان کیا ابوبکر ﷺ صحابہ ﷺ کا امام ہوگا یہ انتخاب بھی خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا ہے۔

حضور ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں جنتی عورتوں کا سردار کس کو بنانا ہے؟ یہ بھی زبان نبوت سے اللہ نے اعلان کر دیا کہ سیدہ فاطمہ ؓ کو جنتی عورتوں کا سردار بنایا اور کس کو جنتی نوجوانوں کا سردار بنانا ہے یہ فیصلہ بھی اللہ نے اپنے پیغمبر کی زبان مبارک کرایا اور حسنین کریمین ♦ کو جنتی نوجوانوں کا سردار بنایا، کس کو جنت کے بوڑھوں کا سردار بنانا ہے؟ یہ فیصلہ بھی اللہ نے کیا اور ابو بکر صدیق ♦ کا انتخاب کیا اور یاد رکھیں اسی طرح چلتے جائیں، زمانے بہت ہیں کس زمانہ میں حضور ﷺ کو لانا ہے اور کس زمانہ کو خیر القرآن کا مقام دینا ہے یہ انتخاب بھی خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا ہے، ہفتہ کے سات دن ہیں، مسلمانوں کے لیے کس دن کو سردار بنانا ہے یہ فیصلہ بھی اللہ کی طرف سے ہوا، جمعہ کے دن کو سردار بنادیا، مہینے بارہ ہیں، کس مہینہ کو افضلیت دینی ہے؟ تمام مہینوں سے اعلیٰ بنانا ہے اس رمضان کا انتخاب بھی اللہ نے کیا ہے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن راتیں بہت ہیں، کس رات کو افضل بنانا ہے اس کا فیصلہ بھی فرش پر نہیں عرش پر ہوا ہے، انا انزلنا ہ فی لیلة القدر شب قدر کو تمام راتوں سے بہترین قرار دیا ہے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ مانگا تھا اور سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ ؓ کے کردار پر منافقین کی زبان دراز ہوئی تو اس وقت حضور علیہ السلام نے صحابہ ؓ سے مشورہ کیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماؤ کہ سیدہ عائشہ ؓ سے آپ ﷺ نے نکاح اپنی مرضی سے کیا ہے یا کسی اور کی مرضی سے کیا ہے؟ تو حضور علیہ السلام نے انگلی آسمان کی طرف اٹھائی کہ ان کا نکاح میں نے نہیں فرش پر نہیں عرش پر ہوا ہے اللہ نے میرا نکاح کرایا ہے تو ازوج مطہرات صلوٰۃ کا انتخاب بھی اللہ نے کیا۔ کس کو پیغمبر کا فراش اور عزت بنانا ہے یہ اللہ نے فیصلہ کیا ہے میرا رب پیدا بھی کرتا ہے کس جگہ پر کالج دیونیورسٹی بنوانی ہے کہاں مدرسہ دین کا بنے گا اور کس کا پیسہ میں نے طوائفوں پر لگوانا ہے کس کا پیسہ سینما پر لگنا ہے کس کا پیسہ ڈانس پر لگنا ہے اور کس کا پیسہ قرآن پر لگتا ہے دین پر لگنا ہے اسلام قبول کرنے والوں کی محبت پر لگنا یہ فیصلے فرش پر نہیں عرش پر ہوتے ہیں۔

یہ انتخاب اللہ کرتا ہے ان کا انتخاب قاری عبدالرشید صاحب نے نہیں کیا ان کا انتخاب ان کے رفقاء نے نہیں فرمایا ان انتخاب اللہ نے کیا ہے ان کو اسلام و ایمان کی دولت اللہ نے دی ہے اور جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی دیتا ہے جس سے اللہ کو محبت ہے اور اس کو بھی اللہ دنیا دیتا ہے جس سے اللہ کو محبت نہیں، اللہ نے دنیا فرعون کو بھی دی، قارون کو بھی اور اللہ نے یہ دنیا حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی دی، حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی بادشاہت دی، حضرت یوسف ♦ کو بھی دی، اللہ دنیا کا اقتدار جس کو چاہتا ہے دیتا ہے وہ اگر ابو بکر ♦ کو دے رہا ہے تو ابو جہل کو بھی دے رہا ہے اس کو بھی روٹی سے محروم نہیں کر رہا ہے وہ ابولہب کو بھی دے رہا ہے وہ بلال حبشی ♦ کو بھی دے رہا ہے وہ سلمان فارسی ♦ کو بھی دے رہا ہے اگر قیصر و کسری کے خزانے ان کو دے رہا ہے تو اللہ کافروں کو بھی دے رہا ہے غیر مسلموں کو بھی دے رہا ہے

دنیا کوئی معیار محبوبیت نہیں ہے، مقبولیت خداوندی نہیں ہے، اقتدار اور کرسی یہ کوئی اللہ کے ہاں قبولیت نہیں ہے لوگ دھوکہ میں نہ پڑیں آج اگر امریکا یورپ دنیا پر حکومت کر رہا ہے ان کے ملک خوبصورت ہیں ان کے پاس پیسہ بہت ہے ان کے پاس دولتیں بہت ہیں سائنسی ترقی بہت ہے خود اللہ قرآن میں کہتا ہے لایغر نک تقلب الذین کفرو فی البلاد متاع قليل ثم ماوهم جہنم یہ کافروں اڑنا یہ آنا جانا، یہ ان کی ترقیاں تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالیں یہ چند دن کا سامان ہے یہ چند دن کا ان کا نفع ہے یہ دولت بھی ختم یہ اقتدار بھی ختم اور دنیا نے ایسے حکمران بھی دیکھے ہیں کہ جو اپنے آپ کو بادشاہ کہلاتے تھے جوشہنشاہ کہلاتے تھے آپ بھول نہ جائیے یہی آپ کا ایران ہے آپ کے قریب ہے اس کا شہنشاہ اپنے آپ کو شہنشاہ ایران کہتا تھا لیکن اس کو قبر کی بھی جگہ دینے کے لیے کوئی ملک تیار نہیں تھا جس نے اپنے بیت الخلاؤں میں سونے کی ٹوئیاں لگوائیں میں خود دیکھ کر آیا ہوں تہران میں، میں نے شاہ ایران کا وہ محل دیکھا ہے جس میں سونے کی ٹوئیاں لگی ہوئی ہیں وہ باتھ روم جس کی ٹائلیں پیرس سے آتی تھیں فرانس سے آتی تھیں لیکن ایک وقت ایسا آیا کوئی ملک اس شاہ ایران کو اپنے ملک میں قبر کی جگہ دینے کے لیے تیار نہیں تھا۔

ہمارے ایک بزرگ خطیب تھے آپ نے بھی ان کا خطاب کئی مرتبہ سنا ہوگا حضرت مولانا عبداللہ کور دیپوری ؒ وہ ایک قافیہ پر بڑے فی البدیہہ جملے کہہ دیا کرتے تھے، ایک دن تقریر کر رہے تھے ضیاء الحق کا زمانہ تھا ڈیڑھ اسماعیل خان میں ضیاء الحق کو مخاطب کر کے کہنے لگے سن! تو بھی صدر ہے میں بھی صدر ہوں، تو ملک کا صدر ہے میں اپنی جماعت کا صدر ہوں، لیکن میں تمہیں ایک بات سمجھاتا ہوں ہم نے بڑے صدر دیکھے پھر بے قدر دیکھے، پہلے در بدر، پھر ملک بدر دیکھے اور فرمایا سن پہلے تخت پر پھر تختہ پر دیکھے ”لا یغرنک تقلب الذین کفرو فی البلاد متاع قليل ثم ماوهم جہنم و بنس المہاد“ دنیا کے اقتدار اور کرسی پر ناز مت کرو اور اس نشہ میں مست ہو کر ظلم مت کرو یہ اقتدار چند دن کا کھیل ہے۔

اللہ دنیا اپنے محبوب کو بھی دیتا ہے اس کو بھی دیتا ہے جو اس کو مانتا ہی نہیں، کیا فرعون کو اللہ نے بادشاہت نہیں دی؟ کیا اس کو مصر کا حکمران نہیں بنایا لیکن آگے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک روایت میں دین اور ایک روایت میں ایمان آتا ہے فرمایا دین اور ایمان اللہ اسی کو دیتا ہے جس سے اللہ کو محبت ہوتی ہے ان لوگوں کو اللہ نے ایمان دیا ہے سارے کہو الحمد للہ۔

ہمیں بھی اللہ نے ایمان دیا ہے یہ خود ہی مسلمان ہوئے ہیں یا اللہ نے ان کو صراط مستقیم دکھائی ہے، اللہ نے دکھائی ہے یہ اللہ کا انتخاب ہے یا میرا اور آپ کا انتخاب ہے، (اللہ کا انتخاب ہے) اللہ نے ان کو ایمان دے کر اسلام دے کر یہ بتلایا ہے کہ مجھ خدا کو تم سے محبت ہے (سبحان اللہ) تم سے اللہ کو پیار ہے تم اللہ کو محبوب ہو جو اللہ کا محبوب ہے وہ حضور علیہ السلام کا محبوب ہے جو اللہ اور حضور ﷺ کا محبوب وہ جبریل ﷺ کا محبوب وہ جبریل ﷺ کا محبوب وہ تمام فرشتوں کا محبوب جو فرشتوں کا محبوب وہ زمین کے تمام مسلمانوں کا محبوب وہ

اللہ کی ہر مخلوق کا محبوب وہ زمین والوں کا بھی محبوب آسمان والوں کا بھی محبوب ہے، میں ایک دن اس آیت پر غور کر رہا تھا کہ اللہ ایمان والوں کو پہلے ذرا مثال سے سمجھ لیں آپ سمجھدار لوگ ہیں فرق مجھے بتادو، تعبیریں میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں ایک تعبیر یہ ہے کہ میں کہتا ہوں ماتلی والو اور یہاں حج اجتماع والو میرے دوستو مجھے آپ سے محبت ہے میں آپ کا دوست ہوں اس سے میری طرف سے اظہار محبت ہوگا لیکن آپ کو بھی مجھ سے محبت ہے یا نہیں؟ اس کا تو کوئی اقرار نہیں اور ایک میں یہ کہوں کہ میں مانتا ہوں کہ آپ سب کو مجھ سے پیار ہے اب آپ کی طرف سے محبت کا ہاتھ پڑا ہے میں محبت آپ سے کرتا ہوں اس کا کوئی اظہار نہیں آئی قرآن دیکھیے اللہ کیا کہتا ہے ایمان کو قرآن میں: بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ ولی الدین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور اللہ دوست ہے ایمان والوں کا یوں نہیں کہا ایمان والے میرے دوست ہیں اگر یوں ہوتا تو یک طرفہ یہ بات آتی کہ ایمان والوں کو اللہ سے محبت ہے اللہ کو بھی ہے یا نہیں اس کا اعلان نہ ہوتا بلکہ اللہ نے کہا مجھے ایمان والوں سے محبت ہے اپنی طرف دوستی کی نسبت کی اور فرمایا میں ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کی طرف لاتا ہوں، اب میں آپ سے پوچھتا ہوں ایمان اسلام روشنی ہے یا نہیں (روشنی ہے) صرف روشنی ہے یا سب سے بڑی روشنی ہے (سب سے بڑی روشنی ہے)۔

میرے دوستو! ایک مجھے حدیث یاد آئی بہت پیاری حدیث ہے کنز المعارف میں علامہ قسطلانی ؒ نے اس کو نقل کیا ہے۔ اگرچہ اس پر بعض نے کلام کیا مگر فضائل میں ہے، فرماتے ہیں ایک مرتبہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان ؓ اپنے ان تینوں ساتھیوں کو ساتھ لے کر اپنے داماد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بڑے خوش ہوئے کتنا خوش نصیب ہوں میرے گھر میں کتنی بڑی بڑی ہستیاں آئیں فوراً اندر گئے اور اپنی بیوی سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نور نظر لخت جگر تھیں ان کو جا کر کہا حضور ﷺ تشریف لائے ہیں ساتھ ابو بکر بھی عمرو عثمان ؓ بھی ہیں، ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ کتنے عظیم الشان مہمان ہمارے گھر پر آئے ہیں ہمارے گھر میں وہ مہمان بھی آئے ہیں جو معراج میں اللہ کے مہمان بنے ہیں جن کا میزبان اللہ تعالیٰ تھے جلدی سے کھانا تیار کرو، لگتا ہے بھوک لگی ہوئی ہے حضرت فاطمہ ؓ نے فرمایا میں کھانا تیار کرتی ہوں مگر اس سے پہلے گھر میں شہد پڑا ہے میں آپ کو ایک پلیٹ میں ڈال کر دیتی ہوں شہد جا کر پیش کرو میں کھانا ابھی تیار کرتی ہوں، سنت یہ ہے جب مہمان گھر میں آئے تو اگر کھانا کا وقت ہو تو کھانا کھلائیں اور کھانے سے پہلے آپ کچھ پھل کچھ ڈرک وغیرہ ان کے سامنے رکھیں تاکہ ان کو اطمینان ہو میرے آنے سے ان کو خوشی ہوئی ہے تکلیف نہیں ہوئی ہے یہ اظہار ہوتا ہے میزبان کی طرف سے اور ایسے لفظ بھی نہ کہا کریں میں اپنا آپ کو سناتا ہوں ایک مولوی صاحب نے میری اصلاح کر دی میں بچہ تھا طالب علم تھا، اب بھی طالب علم ہوں دوپہر کا وقت تھا ہمارے ملتان میں گرمی بہت ہوتی ہے ایک مولوی صاحب آئے مجھے مدرسہ میں پہلے میرے اباجی کا پوچھا

میں نے کہا میرے ابا جی تو سفر پر گئے ہوئے ہیں یہاں ہیں نہیں تو کہا اچھا میں تو دور سے آیا تھا تو اب میں نے ان سے رسماً پوچھا: میں نے کہا آپ کھانا تو نہیں کھائیں گے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ نے خودی ہی تو کہا کہ کھانا تو نہیں کھائیں گے، اب اگر میں نے کھانا بھی ہو تو میں کیسے کہوں گا میں نے کھانا ہے تو اس دن انہوں نے میری اصلاح کر دی اور اس دن سے لے کر آج تک جب بھی ہمارے گھر پر کوئی مہمان آیا میں نے اس کو یوں نہیں پوچھا کہ آپ کھانا تو نہیں کھائیں گے بلکہ میں کہتا ہوں آپ کھانا کھائیں گے؟ آپ تشریف رکھیں میں کھانا لاتا ہوں کیونکہ لفظ بھی بتا دیتے ہیں کہ مہمان کی خوشی ہوئی ہے میزبان کو، یا بوجھ سمجھ رہا ہے ہمارے والد صاحب بغیر مہمان کے کھانا نہیں کھاتے تھے بس میں اور ٹرین میں سفر کرتے تھے اور ٹرین میں بس میں لمبا سفر بھی ہوتا تو دوست بن جاتے تھے ان کو کہتے تھے ملتان اتر و پہلے میرے ساتھ کھانا کھاؤ پھر جانا اور آج ہمارے گھروں میں مہمانوں کا کوئی تصور ہی نہیں۔

میرے دوستو! مہمان کی وجہ سے اللہ تمہیں دیتا ہے تم مہمان کو نہیں دے رہے مہمان تمہیں دے رہا ہے اس کی برکت سے اللہ دیتا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میرے پیغمبر کی جو خوبیاں بیان کی تھیں ان میں مہمان نوازی بھی تھی تو بہر حال حضرت فاطمہ ؓ تو ماشاء اللہ وہ تو تربیت یافتہ تھیں وہ تو پیغمبر کی بیٹی تھیں کہا میں شہد دیتی ہوں یہ لے جاؤ پیش کرو میں کھانا تیار کرتی ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی پلیٹ میں شہد ڈال کر لائے لا کر سامنے رکھ دیا حضور علیہ السلام نے دیکھا اس پلیٹ میں شہد کے اندر بار یک سا بال بھی ہے تو حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے فرمایا بھی کھانے میں ابھی دیر ہوگی وقت بھی گزر جائے گا تمہارے سامنے تین چیزیں آگئی ہیں حضرت علی ؓ لے کر آئے ہیں ایک پلیٹ ہے بڑی سفید ہے چمکدار ہے دوسرا اس میں شہد ہے شہد بیٹھا ہوتا ہے اور تیسرا اس میں بال ہے بال بڑا بار یک ہوتا ہے تم سب ان تینوں سے کوئی کوئی بات نکالو چلو ہم دل لگی کرتے ہیں، حضور علیہ السلام دل لگی بھی کیا کرتے تھے خوش طبعی بھی کیا کرتے تھے اب وقت نہیں کہ میں اس کی تفصیل میں جاؤں باقاعدہ محدثین نے حضور علیہ السلام کے مزاج کے قصے بیان کیے ہیں باب قائم کئے ہیں خوش طبعی کے۔

اب سب سے پہلے نمبر ہوتا تھا جب حضور علیہ السلام بولنے کی دعوت دیتے تو سب سے پہلے صحابہ ؓ میں کون بولتے تھے؟ بولو بولو آپ بھی بولو کون بولتے تھے (سامعین ابوبکر) پہلا نمبر کس کا ہے جانشین پیغمبر امام الصحابہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا۔ ذرا سنیے اب کیا جواب دیا ہے ترجیحات کیا ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تین چیزوں سے تین باتیں نکالنے کا فرمایا ہے میں ابوبکر ؓ یہ کہتا ہوں یہ برتن جتنا سفید ہے روشن چمکدار ہے، خوبصورت ہے حسین ہے جتنا جاذب ہے پرکشش ہے اس سے زیادہ چمک اللہ نے ایمان میں رکھی ہے (سبحان اللہ) کیا چمک اس برتن میں ہوگی جو ایمان میں چمک ہے اور کہا یہ ایمان جس کو مل جائے (نفس الامہ میں بڑا چمکدار ہے) اللہ اس کو ایمان دے

دے اس کو شہد کے اندر اتنی مٹھاس نظر نہیں آتی جتنی ایمان میں لذت آتی ہے (سبحان اللہ) اور اس میں باریک بال ہے اس سے میں ابوبکر ♦ یہ کہتا ہوں خاص طور سے میرے (نومسلم) بھائی اس بات کو سنئے اور سمجھئے اور ہم سے ہر ایک کے لیے آج کے حالات کی روشنی میں یہ بہت اہم ہے کہ یہ باریک بال ہے اس کی حفاظت کرنا اتنا مشکل نہیں جتنا ایمان کی حفاظت کرنا مشکل ہے (سبحان اللہ) ایمان کہیں ضائع نہ ہو جائے، حضور علیہ السلام نے حضرت عمر ♦ سے فرمایا کہ اب تم بھی کچھ ہو (پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مزاج کے مطابق جواب دیا کہ یا رسول اللہ! یہ برتن جتنا سفید ہے روشن چمکدار ہے اس سے زیادہ روشن چمکدار یہ دنیا ہے اس کے مال و دولت پیسے میں بڑی چمک ہے، کہتے ہیں ناپیسے کی چمک کام دکھا گئی سینٹ کے حالیہ اجلاس میں بہت بڑی منڈی لگ رہی تھی کچھ رکی مگر پھر بھی ہوئی آپ بتائیں مولویوں کی بولیاں لگیں یا یونیورسٹی میں پڑھے ہوؤں کی بولیاں لگیں (سامعین یونیورسٹی) اب تو شرم کروان مدرسوں پر انگلیاں اٹھاتے ہوئے ذرا اپنا جائزہ تولو۔

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند و قبا دیکھ

یہ کروڑوں روپے کی خرید و فروخت کون کر رہا تھا کون کر رہا تھا آپ سے پوچھتا ہوں بتاؤ مولوی کر رہا تھا؟ (سامعین نہیں) کہاں کے پڑھے ہوئے کر رہے تھے اپنی قیمتیں لے رہے تھے اور اپنے آپ کو بیچ رہے تھے ملک کی نمائندگی کا سودا کر رہے تھے حضرت عمر ♦ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ برتن جتنا روشن چمکدار ہے اس سے زیادہ چمکدار یہ دنیا ہے اس کا مال و دولت ہے اور کہا جس کو اس دنیا کا اقتدار مل جائے کرسی پر بٹھا دیا جائے اس کو شہد میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنا کرسی پر مزا آتا ہے کرسی چھوڑنے پر تیار نہیں قبر میں ٹانگیں ہوں گی پھر بھی کہہ گا مجھے کرسی چاہئے اور پھر حضرت عمر ♦ نے کیونکہ حضرت عمر ♦ کو بھی اللہ نے کرسی دی تھی آدھی دنیا پر حکومت تھی لیکن سننا، آگے کیا فرمایا عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں ایک باریک بال ہے اس سے میں عمر بن خطاب یہ کہتا ہوں جس کو اللہ دنیا کا اقتدار دیدے حکومت دیدے لیکن اپنے اقتدار اور حکومت کے زمانے میں عدل و انصاف کرنا کہ کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی نہ ہو یہ بال سے زیادہ باریک اور نازک کام ہے بال کو حفاظت میں رکھنا آسان ہے انصاف کرنا بڑا مشکل ہے۔ باری آئی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حضور علیہ السلام نے فرمایا عثمان! تم بھی کچھ کہو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ برتن جتنا سفید روشن و چمکدار ہے اس سے زیادہ سفید روشن چمکدار پر کشش، قرآن کریم اور احادیث مبارکہ، دین کا شریعت کا علم ہے کیا روشنی اس برتن میں ہوگی جو علم کے اندر ہوگی ”العلم نور“ علم روشنی ہے بہت بڑی حقیقی اور ابدی اور دائمی روشنی ہے جہالت کے اندھیرے علم کی روشنی سے دور ہوتے ہیں تو عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس برتن اور سورج اور چاند میں روشنی ہوگی جو اس علم میں ہے اور اس میں بیٹھا شہد ہے اس سے میں عثمان

غنی ♦ یہ کہتا ہوں جس کو اللہ قرآن کا اور حدیث کا وحی الہی کا نبوت کا علم دیدے اس کو شہد میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنا علم کے اندر آتا ہے یہ علماء سے پوچھو اور اس میں باریک بال ہے اس سے میں عثمان ♦ یہ کہتا ہوں جو علم اللہ نے جس کو دے دیا اپنے اس علم پر عمل کرنا یہ بال سے زیادہ باریک اور نازک کام ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی اجازت دیں میں بھی کچھ کہوں حضور علیہ السلام نے فرمایا بالکل تم بھی کہو انہوں موقع کے مطابق جواب دیا یا رسول اللہ! یہ برتن جتنا سفید ہے روشن چمکدار ہے اس سے زیادہ چمک اللہ نے مہمان کی پیشانی میں رکھی ہے یہ میٹھا شہد ہے اس سے میں علی بن ابی طالب یہ کہتا ہوں جب مہمان کھانا کھاتا ہے، شہد سے زیادہ مزہ میزبان کو آتا ہے کہ میرا کھانا اس کو پسند آ گیا ہے اس میں باریک بال ہے اس سے میں علی بن ابی طالب یہ کہتا ہوں کہ مہمان کو خوش کر کے بھیجنا یہ بال سے بھی زیادہ باریک اور نازک کام ہے جتنی بھی اچھی دعوت کر دو پوچھو جی کیسی دعوت تھی کہتا ہے بڑی ہی اچھی تھی، فلاں ڈش نہیں تھی کہتے ہیں کھلایا تو ہے ہدیہ نہیں دیا۔ پردے میں ساری بات سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا سن رہی تھیں مکان چھوٹے ہوتے تھے اندر سے پیغام بھیجا ابا جان میں آپ کی بیٹی بھی ان تین چیزوں سے تین باتیں بیان کرنا چاہتی ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا میری لخت جگر تم بھی کہو! جنتی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابا جان! یہ برتن جتنا سفید روشن چمکدار ہے اس سے زیادہ چمک کشش سفیدی جاذبیت اللہ نے عورت کے پردہ میں رکھی ہے حیاء میں رکھی ہے اور اس سے میٹھا شہد ہے اس سے میں فاطمہ یہ کہتی ہوں کہ جب مسلمان عورت پردہ کرتی ہے اور اپنے چہرہ کو چھپاتی ہے اور اس کو شہد میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنا پردہ کرنے میں مزہ آتا ہے اور آج کی مسلمان عورت کا پردہ اتارنے اور مرد کو بھی اتروانے میں مزہ آتا ہے اس میں باریک بال ہے اس سے میں فاطمہ یہ کہتی ہوں اپنے چہرہ کو چھپانا بچانا کہ جس کا دیکھنا مجھے جائز نہیں اس مرد کی نظر میرے چہرے پر نہ پڑے۔ یہ بال سے بھی زیادہ باریک اور نازک کام ہے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی آسمان سے فرشتوں کے سردار جبریل علیہ السلام آگئے عرض کیا میں نے یہ گفتگو سنی ہے آپ اجازت دیں میں آسمان والوں کی نمائندگی کرتے ہوئے تین باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم بھی کہو عرض کیا اللہ کے پیغمبر! یہ برتن جتنا سفید روشن چمکدار ہے اس سے زیادہ روشن چمکدار دین اسلام ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے اور فرمایا اس میں شہد ہے اس سے میں جبریل یہ کہتا ہوں جب کوئی اسلام پر چلنا شروع کر دے عمل کرنا شروع کر دے اس کو شہد میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنا کہ اس کو اسلام پر عمل کرنے میں مزہ آتا ہے اس میں باریک بال ہے اس میں یہ کہتا ہوں کہ اسلام پر چلتا رہے چلتا رہے آگے کوئی لالچ کوئی ڈر کوئی خوف اس کو بیک گیر نہ لگائے وہ پیچھے نہ ہٹے یہ بال سے زیادہ باریک اور نازک کام ہے اللہ استقامت نصیب فرمائے آمین اور ہم سب کی حفاظت فرمائے آمین۔

اب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب میں بھی تین باتیں بیان کرتا ہوں امام الانبیاء رحمۃ

عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ برتن جتنا سفید ہے روشن چمکدار ہے اس سے زیادہ روشنی اور چمک کشش اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہے (سبحان اللہ) اور فرمایا اس میں بیٹھا شہد ہے اس سے میں یہ کہتا ہوں کہ جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی محبت عطا کر دے اس کو شہد میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنا اللہ اللہ کرنے میں مزہ آتا ہے (سبحان اللہ) اور اس میں باریک بال ہے اس سے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتا ہوں اللہ کی محبت میں ہر لمحے آگے بڑھے۔ ہر دن اور رات میں ترقی کرے یہ بال سے بھی زیادہ باریک ہے اور نازک کام ہے حدیث میں آتا ہے جب حضور علیہ السلام نے بات ختم کی آسمان سے وحی آئی رب العالمین نے فرمایا تم سب نے تین باتیں کہیں اب میں رب بھی تین باتیں کہتا ہوں کیا خوش نصیب تھے گفتگو شروع کہاں سے ہوئی ختم کس ہستی پر ہو رہی ہے درمیان میں کون کون سی ہستیاں آئیں، ابو بکر ♦ سے شروع ہو رہی ہے ختم اللہ پہ ہو رہی ہے و ختامہ مسک) اللہ نے فرمایا یہ برتن جتنا سفید ہے روشن چمکدار ہے اس سے زیادہ روشن زیادہ چمکدار وہ جنت ہے جو میں نے ایمان والوں کے لئے تیار کی ہے وہ جنت کتنی روشن ہے کہ دنیا کے چاند ستارے اس کے آگے کچھ بھی نہیں فرمایا جنت کی حور کی پنڈلی بھی اگر ظاہر کر دی جائے تو سورج بھی اس کے آگے ماند پڑ جائے اور بیٹھا شہد ہے اس سے میں اللہ یہ کہتا ہوں کہ جس کو میں جنت کی نعمتیں دوں گا اس کو شہد میں اتنا مزہ نہیں آئے گا جتنا جنت کی نعمتوں میں آئے گا اور باریک بال ہے اس سے میں رب العالمین یہ کہتا ہوں اس جنت میں جانے کے لئے پل صراط سے گزرنا پڑے گا جو بال سے بھی زیادہ باریک اور نازک ہے۔

مگر ایمان والے یہ میں نے چٹکی لگائی ہے اس سے بھی پہلے جنت میں چلے جائیں گے (ان شاء اللہ) ہم بھی ایسے جائیں گے (ان شاء اللہ) آپ کی ہماری ملاقات جنت میں ہوگی انشاء اللہ ان کے ساتھ بھی ہوگی (مرادو مسلم) انشاء اللہ یہ میرے دوستو سب سے بڑی روشنی ہے جو اللہ نے ان کو دی ہے اب میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ مجھے بتائیں ان کو اسباب کے درجے میں اسلام کی طرف لانے میں کن کن کوششوں کا دخل ہے، ان کو نواز شریف صاحب لائے ہیں اسلام کی طرف (نہیں) زرداری صاحب لائے ہیں (نہیں) ہماری سیاسی پارٹیوں نے دعوت دی (نہیں) یونیورسٹیوں نے دی ہے (نہیں) یہ صرف سمجھانے کے لیے عرض کر رہا ہوں ان کو اسلام کی طرف لانے میں عالم اسباب کی اس دنیا میں سبب کے درجے میں محنت کس نے کی ہے (سامعین نے کہا کہ مولویوں نے) مولویوں نے کی ہے جن کو آپ چندے دیتے ہیں پیسے دیتے ہیں جن کو آپ صدقات و زکوٰۃ اور عطیات دیتے ہیں انہوں نے کوشش کر کے ان کو ایمان اور اسلام کا راستہ دکھایا ہے اور یہی مولوی آگے قرآن سمجھائیں گے بھی انشاء اللہ اور ان کے ساتھ پورا تعاون بھی کریں گے قرآن کریم میں اللہ نے باقاعدہ زکوٰۃ صدقات کے مصارف میں مؤلفۃ القلوب کا ذکر کیا ہے ان کی تالیف قلب قرآن کا حکم ہے ان کے دلوں کو مانوس کرنا محبت میں لانا تو میرے دوستو ان کو اسلام اور ایمان کی راہ دکھانے میں اسباب کے درجے میں ذریعہ کے طور پر مدد رسہ ذریعہ بنا ہے مولوی ذریعہ بنا ہے آپ ان کا تعاون

کرتے ہیں آپ ذریعہ بنے ہیں یہ صرف ثواب مولویوں کو نہیں ملے گا اس کو بھی ملے گا جو ایک روپیہ بھی ان مدرسوں کو دیتا ہے یہ دیتا نہیں فریب ہے مگر ہاتھ اٹھا کر ان مدرسوں کے لئے دعائیں کرتا ہے اور میرے دوستو آج ہم پر الزام لگایا جاتا ہے آپ لوگوں کو کافر بناتے ہیں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ سے کسی نے پوچھا حضرت مولویوں کا کام کافر بنانا ہے انہوں نے کافروں کی فیکٹریاں لگائی ہوئی ہیں۔

یہ کافر ساز لوگ ہیں اور کافر ساز ادارے ہیں تو حضرت تھانوی ؒ نے جواب میں فرمایا ہم کافر بناتے نہیں بلکہ صرف کافر بناتے ہیں کوئی اگر ایسا عقیدہ نظریہ اختیار کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے تو ہم بتا دیتے ہیں یہ کافر ہو گیا ہے جیسے ایک سنارے کے پاس آپ سونا لے کر جائیں اور اس سے پوچھیں بتا یہ سونا کھرا ہے یا کھوٹا ہے اب اس نے آپ کو کہا یہ کھوٹا ہے آپ اس کا الزام سنارے کو دیں گیں اس سے ناراض ہو گئیں تو نے میری اس ڈلی کو کھوٹا بنا دیا بتاؤ اس نے کھوٹا بتایا ہے یا بنایا ہے (بتایا ہے) اور اس نے کیوں بتایا اس کو اس لئے کہ اس کے پاس علم ہے وہ یہ فن جانتا ہے اس کو پتا ہے اس میں کھوٹ ہے یا کھرا پتا ہے اس نے بنایا نہیں بتایا ہے قرآن کا علم حدیث کا علم جس کے پاس بھی ہوگا جب آپ اس کو کہیں گے۔ یہ عقیدہ یہ نظریہ یہ کام یہ بات کرنے والا قرآن و سنت کی روشنی میں مسلمان ہے یا کافر؟ تو وہ اپنے علم کی روشنی میں آپ کو بتا رہا ہے بنانا نہیں رہا ہے کافر تو وہ خود اپنے عقیدہ کی وجہ سے ہے اپنے نظریہ کی وجہ سے ہے اپنے عمل اپنے خیال کی وجہ سے ہے مولوی کو الزام نہ دو، مولوی کافر کبھی نہیں بناتا، البتہ بتا ضرور دیتا ہے جب اس سے پوچھا جاتا ہے اس کے منصب کا تقاضا ہے اس کے علم کی ذمہ داری ہے وہ حق کو چھپائے نہیں اس کو بیان کرے اور بتائے ورنہ اس کا کام تو اصل میں مسلمان بنانا ہے وہ مسلمانوں کو مسلمان رکھتا ہے اور غیر مسلموں کو مسلمان بناتا ہے وہ کافر نہیں بناتا اور آج آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ۱۱۵ لوگ کیا ہوئے ہیں، اللہ استقامت نصیب کرے (آمین) مدرسہ کا کام مسلمان بنانا ہے یہ سب مسلمانوں پر الزام ہے اور یا در کھو یہ الزام صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم مسلمان بناتے ہیں اگر ہم مسلمان بنانا چھوڑ دیں اور مسلمانوں کو مسلمان پکا کرنا چھوڑ دیں تو ہمارے اوپر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا یہ اعتراض ہی اسی لیے ہے۔ اور جیسے آپ نے ابھی سنا مفتی محمد صاحب فرما رہے تھے میں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں ہر سال دیکھتا ہوں کتنے لوگوں نے دیکھا ہے الحمد للہ! جن ملکوں میں مغرب میں اور یورپ میں خاص طور پر اسلام تیسرے چوتھے پانچویں نمبر پر آ گیا ہے اور مسلمانوں کی تعداد ۵۵-۴۳-۳۳ پر تھی آٹے میں نمک کے برابر تھی آج بہت سے ملکوں میں اسلام دوسرے نمبر پر آ گیا ہے اور مسلمان کی تعداد دوسرے نمبر پر ہے اور جس تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے ان شاء اللہ ایک دن آئے گا ان ملکوں میں اسلام نمبر ایک پر ہوگا (سامعین انشاء اللہ) میں ۲۰۰۴ میں امریکا گیا امریکی حکومت کی دعوت پر گیا ایک وفد کے ساتھ گیا ہم لاج انگلش میں گئے وہاں کی سب سے بڑی یونیورسٹی کے وائس چانسلر

نے شام کو چائے پر اپنے گھر بلایا اپنی آپ بیتی سنارہا ہوں ہم شام کو جب اس کے گھر پر پہنچے میرے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے پاکستان سے بھی ہندوستان سے بھی بنگلہ دیش سے بھی اور افغانستان سے بھی ایک پورا وفد تھا جب ہم وہاں پر پہنچے تو جو میزبان وائس چانسلر تھے وہ اپنے ایک کمرے لے گئے جو لائبریری تھی میں نے دیکھا کہ اس میں قرآن کریم ہیں قرآن کی تفسیریں ہیں حدیث کی کتابیں ہیں اسلام پر کافی ساری کتابیں ہیں تو میں نے ان سے چائے کے دوران وہ میرے ساتھ ہی تقریباً بیٹھے تھے میں نے پوچھا کہ آپ آج کل اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں نہیں کر رہا کبھی کبھی کرتا ہوں اصل میں یہ تمام کتابیں میرا بیٹا لے کر آیا ہے میں نے کہا آپ کا بیٹا کیسے لے کر آیا ہے، اس نے کہا کہ جب نائن الیون کو امریکہ میں حادثہ ہوا اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ شروع ہو گیا کہ اسلام دہشت گردی انتہائی پسندی کا نام ہے نائن الیون کو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ جوڑ دیا گیا تو بہت سے ہمارے لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم اس اسلام کو پڑھیں اور سمجھیں تو سہی اس کا مطالعہ تو کریں جس کا دن رات ٹی وی پر چرچا ہو رہا ہے جب ٹی وی کھولو تو اسلام اور مسلمان کے خلاف زہرا گل رہا ہے تو میرا بیٹا بازار سے مختلف جگہوں پر گیا اس نے کتابیں لی اور مسلمانوں کی مسجدوں میں گیا اسلامک سینٹر میں گیا کتابیں لے آیا پڑھنے لگ گیا اور مطالعہ کرنے لگ گیا مسجد کے مولوی کے پاس بھی جاتا اور وہاں جا کر یہ کہتا میں نے پڑھا ہے مجھے یہ سوال ہے سمجھاؤ یہ کیا بات ہے بڑا عرصہ وہ سمجھتا رہا اور ایک ہفتہ پہلے میرا وہ بیٹا مسلمان ہو گیا ہے (سبحان اللہ)

میں کہا کرتا ہوں مسلمان تو غلط ہو سکتا ہے اسلام غلط نہیں ہو سکتا میں غلط ہو سکتا ہوں آپ غلط ہو سکتے ہیں ہم اسلام پر عمل نہیں کرتے ورنہ اسلام غلط نہیں ہے اسلام تو اتنا پیا رامذہب ہے کہ ہر ایک کو اپنے سینے سے لگاتا ہے جو سلامتی اور امن کا پیغام ہے عزتیں دیتا ہے بچوں جوانوں بوڑھوں اور عورتوں کے حقوق بتاتا ہے جو غریبوں کے حقوق بتاتا ہے، اور جو ظلم کے خلاف آواز بلند کرتا ہے میں اور آپ غلط ہو سکتے ہیں اسلام غلط نہیں ہو سکتا قرآن غلط نہیں ہو سکتا ہے مسلمان کو دیکھ لو کہ کوئی غیر مسلم ہو سکتا ہے مسلمان نہ ہو۔ لیکن جو اسلام کا مطالعہ کرے گا وہ مسلمان ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا اس نے کہا میرا بیٹا مسلمان ہو گیا ہے اور یہ اس نے کتابیں لا کر رکھیں میں نے کہا واہ رب تیری قدرت۔

ایک دن میں برطانیہ میں گیا اور وہاں ختم بخاری کے پروگرام میں گیا بچوں نے اور بچیوں نے بخاری شریف پڑھی ہے پورا نصاب پڑھا تھا اور آخری ان کی تقریب تھی تو میں نے وہاں لوگوں کو کہا مبارک ہو میں نے کہا برطانیہ ہمارے ہندوستان پر پاکستان بھی اسی کا حصہ تھا جب برطانوی سامراج آیا تھا ہمارے لوگوں کو عیسائی بنانے اور اسلام سے دور کرنے اور یہ عزم لے کر آیا تھا کہ ہم یہاں سے اسلام کو مٹا دیں گئیں واہ رب تیری قدرت تو نے کیا منظر دکھایا وہ ہمارا اسلام تو ختم نہ کر سکا ہمارے پاکستان سے بنگلہ دیش سے ہندوستان سے مزدور اس برطانیہ میں اور یورپ میں مزدوری کرنے کے لیے آیا یہاں معاش کے سلسلہ میں

آیا اور اس کے پیچھے پیچھے مولوی بھی آیا اور آج تو نے دکھایا جن چرچوں سے تین خداؤں کی صدا لگتی تھی آج ان سے توحید کی اذان بلند ہو رہی ہے سبحان اللہ جہاں پر قرآن کا نام و نشان نہیں تھا اور آج وہاں قرآن ہی نہیں حدیث بھی ہے بخاری شریف کا ختم ہو رہا ہے (ذالک فضل اللہ یؤتیہ میں یشاء) میرے رب تو بڑا قادر ہے تو بڑی طاقت والا ہے جو ہمیں مٹانے آیا تھا تو نے اس کے گھر میں اسلام پہنچا دیا اور آپ سے پوچھتا ہوں پوری دنیا میں اسلام کون لے کر گیا ہے کون جا رہا ہے سچی سچی بتاؤ میرے لحاظ میں جھوٹ نہ بولنا (سامعین مولوی) مجھے بتاؤ آج دنیا میں ۵۸ مسلمان ملک ہیں ۶۰ کے قریب مسلمان ملک ہیں مالدار ہیں تیل ان کے پاس ہے وسائل موجود ہیں ان کے پاس پوری دنیا سے زیادہ تیل موجود ہے پیٹرول موجود ہے ربڑ موجود ہے جس پر دنیا کا پہیہ چلتا ہے ان کے انفرادی قوت ہے معدنیات اور ذخائر ہیں لیکن کسی مسلمان ملک کی حکومت کا پروگرام ہے کہ دنیا میں اسلام پہنچانا ہے؟ یہ کون کر رہا ہے غریب مولوی کر رہے ہیں یہ مدرسہ والے کر رہے ہیں اور میں نے کہا یہ مدرسہ سے پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا کے محسن ہیں۔ ہمارے ہاں ڈیورڈ ملی بینڈ آئے برطانیہ کے وزیر خارجہ ملتان آئے اور ہم نے ان کو تفصیلی بریفنگ دی مدارس اور وفاق کے بارے میں تو میں نے ان سے کہا آپ کو وفاق المدارس کا نصاب مدارس کا نصاب انگریزی میں ۴ لاکھ کے دے رہا ہوں آپ لے جائیے اور جا کر برطانیہ کے مدرسوں کا نصاب منگوائیے اور موازنہ کیجئے اگر آپ کو ہمارا ان کا نصاب ایک جیسا نظر آئے اور اس میں کوئی جوہری بنیادی اور کلیدی فرق نظر نہ آئے تو پھر آپ کو اس پروپیگنڈہ کی حقیقت سمجھ لینی چاہئے کہ مدرسہ کا نصاب اگر برطانیہ میں بھی وہی ہے اور پاکستان میں بھی وہی ہے ہندوستان میں وہی ہے بنگلہ دیش میں بھی وہی ہے وہاں بھی مدرسوں قرآن اور حدیث اور فقہ اسلامی پڑھائی جاتی ہے اور یہاں بھی وہی کچھ پڑھایا جاتا ہے اگر برطانیہ امریکا اور یورپ کے مدرسوں کا نصاب دہشت گردی انتہاء پسندی اور تشدد کا سبب نہیں بنتا تو پھر پاکستان میں کیسے بنتا ہے یہ الزام غلط ہے یہی مدرسوں کا نصاب دہشت گردی کا ذریعہ ہے تو یہی نصاب پھر آپ کے ملک میں ہے وہاں آپ نے اس کی کیوں اجازت دی ہوئی ہے یہ الزام ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں میں آپ کا بتاتا ہوں پندرہ سال ہو گئے یہ کان سننے سننے پک گئے ہیں پرویز مشرف کہتا تھا سارے مدرسے ٹھیک ہیں دو تین فیصد مدرسے خراب ہیں اب موجودہ حکومت بھی یہی کہتی ہے میں نے اس دن چودھری ثناء علی خان سے کہا میں آپ تو ایسے شریف ہیں کہ پرویز سے بھی آگے نکل گئے ہیں پرویز تو کہتا تھا دو فیصد تین فیصد آپ نے کہہ دیا دس فیصد ۹۰ فیصد ٹھیک ہیں ۱۰ فیصد خراب ہیں ماشاء اللہ جن کو ہمارے لوگوں نے دین دار سمجھ کر ووٹ دیے تھے انہوں نے ہمارا گلہ بڑھا دیا ہے وہ دو فیصد کہتا تھا یہ دس فیصد کہتے ہیں کہنے لگا مولانا میں نے یہ نہیں کہا کہ ۹۰ فیصد ٹھیک ہیں ۱۰ فیصد خراب ہیں۔

میں نے تو کہا ہے کہ ۹۰ فیصد سے زائد مدرسے ٹھیک ہیں اور زائد ۹۸ بھی ہو سکتے ۹۹ بھی ہو سکتے ہیں میری مراد بھی ایک دو فیصد تھے یہ خود مجھ سے کہا کچھلے مہینے جنوری میں ۱۷ جنوری کو ہماری ان سے میٹنگ ہوئی اسلام آباد وزیراعظم آفیس میں تمام پارٹیوں کے لوگ تھے تو میں نے ان سے کہا جناب آج پاکستان کے تمام

مدارس خواہ وہ دیوبندی ہو بریلوی ہوں اہلحدیث ہوں شیعہ ہوں جماعت اسلامی ہوں پانچوں وفاقوں کی قیادت آپ کے سامنے موجود ہے، ہمارے نیٹ ورک میں ۳۰ ہزار مدرسہ ہے اور تقریباً ۲۵ لاکھ طلباء و طالبات ہمارے مدرسوں میں پڑھتے ہیں آپ آج ہم سب کو بتائیے وہ دو فیصد یا تین فیصد کون سے مدرسہ ہیں جن میں دہشت گردی انتہاء پسندی تشدد غیر قانونی کاروائیاں ہیں ہم خود اس کے مخالف ہیں آج آپ مہربانی کر کے نام لیں نشانہ ہی کر لیں ہمیں فہرست دیں تاکہ اگر ہم پانچوں میں سے کسی ایک اندر وہ شامل ہیں ہم ابھی اعلان کریں گے ثبوت کے بعد اگر آپ ثبوت مہیا کر دیں ہم اعلان کریں گیں کہ ہم ان کو اپنی صفوں سے نکالتے ہیں ہم ان کی رجسٹریشن الحاق ختم کرتے ہیں اور قوم کو بتائیں گیں یہ مدرسہ کے نام پر دھوکہ دے رہے ہیں ہم سب کو بدنام کر رہے ہیں آج ہماری درخواست ہے آپ ہمیں بتادیں تو چودھری ثار علی خان وزیر داخلہ کا جواب تھا کہ مولانا ابھی میں ان ثبوتوں کا جائزہ لے رہا ہوں مجھے جب تک اطمینان نہیں ہوگا میں نام نہیں لوں گا میں نے بھی تو اللہ کو جواب دینا ہے میں نے کہا جناب جب تک آپ کو ثبوتوں پر اطمینان نہ ہو تو پھر اس وقت یہ بات بھی نہ کریں پھر الزام بھی نہ لگائیں جب آپ کے ثبوت ہو جائیں تو پھر الزام لگائیں اور بتائیے یہ تو آپ بات کر رہے ہیں انہوں نے ۱۶ دسمبر کے بعد بات کی ہے سانحہ پشاور جو المناک سانحہ جس کی ہم سب نے مذمت کی ہے وہ ہمارے بچے ہیں وہ ہماری قوم کے بچے ہیں اس کے بعد انہوں نے یہ بات کی ہے مگر اس سے پہلے ۲۰۰۱ء میں پرویز مشرف نے کی ہے ۱۵ سال میں ماتلی کے مسلمانوں میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا ۱۵ سال کے اس عرصہ میں ہر حکومت نے یہ کہا کہ کچھ مدرسے خراب ہیں ۱۵ سال میں کسی ایک مدرسے کا نام لیا گیا؟ (سامعین نہیں) آپ خود سمجھ جائیں الزام میں کیا حقیقت ہے اگر ان کے پاس ثبوت ہوتا تو یہ اس کا نام لیتے یہ اس کا ذکر کرتے میں آپ کو اپنا واقعہ سناتا ہوں ہماری میٹنگ ہو رہی تھی پرویز مشرف کے زمانہ میں اسلام آباد میں ایک پاکستان کے حساس ترین ادارے کے سربراہ کے ساتھ میٹنگ ہو رہی تھی میں نے ان سے کہا پرویز مشرف صاحب روز کہتے ہیں کچھ مدرسے خراب ہیں آپ ذرا نام تو لیں ہمیں بتادیں تاکہ ہم ان کو اپنے سے الگ کریں قوم کو بتائیں ان کی وجہ سے ہم بدنام ہو رہے ہیں تو مجھ سے کہنے لگے مولانا حنیف صاحب یہ تو مجھے بھی پتہ نہیں ہے آپ کے علم میں اگر کوئی ہو تو آپ بتادیں میں نے کہا الزام آپ نے لگایا پوچھ مجھ سے رہے ہیں میں کہتا ہوں سارے مدرسے ٹھیک ہیں یاد رکھو وقت مختصر ہے مجھے جانا ہے میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے کہتا ہوں وقت نہیں کہ میں تفصیل سے بتاتا کہ مدارس کی خدمات کیا ہیں اور انشاء اللہ بہت جلد آپ کے صوبے میں پھر آؤں گا پھر تفصیل سے بات کروں گا صرف اتنا آپ کو اجمالاً بتاتا ہوں میرے دوستوان دینی مدارس کی اس برصغیر میں سب سے بڑی دنیا میں خدمت یہ ہے کہ ان مدرسوں نے قرآن وحدیث کے علوم کو باقی رکھا آج قرآن وحدیث اور شریعت کے تمام احکام اسباب کے درجے میں مدرسے کی وجہ سے باقی ہیں ان مدرسوں کی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اور پوری دنیا کو مسجد کا امام دیا خطیب دیا عالم دیا مفتی دیا اور آپ کی دین میں راہنمائی کرنے والے

لوگ آپ کو دیے ڈاکٹر انجینئر ہر مسلمان کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر بیماری کی ضرورت ہے انجینئر جس نے مکان بنوانا ہے اس کی ضرورت ہے سائنس دان سائنس والے کی ضرورت ہوگی مگر دین کا عالم ہر مسلمان کی ضرورت ہے یہ ضرورت آپ بتائیے یونیورسٹیوں اور کالجوں نے پوری کی ہے یا مدرسوں نے پوری کی؟ (سامعین مدرسوں نے)۔

اور ان مدرسوں نے عورتوں کو تعلیم دی ہے ان مدرسوں نے ۲۵ لاکھ طلباء و طالبات کا بوجھ اٹھایا ہے یہ ان کو کھانا دیتے ہیں رہائش دیتے ہیں وظیفہ دیتے ہیں تعلیم دیتے ہیں آج تعلیم کو تجارت بنا دیا گیا پیسہ لے کر کروڑوں لاکھوں ہزاروں روپے لے کر آپ کو داخلے ملتے ہیں یہ مدرسہ ہے جو آپ کو مفت تعلیم دیتا ہے رہائش دیتا ہے کھانا دیتا ہے اور میرے دوستوں مدرسوں کا یہ احسان کیا کم ہے ہمارا رشتہ ایمان سے کمزور نہیں ہونے دیا انہوں نے کفالت کا نظام قائم کیا ہے اور کسی کہنے والے نے خوب کہا اگر مدرسہ نہ ہوتا تو آج زمانہ میں مسلمان بھی نہ ہوتا۔ فقر و فاقہ برداشت کر کے پانچ وقت کی اذان بلند کر کے تمہیں نمازوں کے لیے بلایا ہے اس نے تمہارا رشتہ حضور علیہ السلام سے اور اللہ سے کمزور ہونے نہیں دیا میرے دوستو یہ مدرسہ جو ان تھا جو ان ہے جو ان رہے گا انشاء اللہ دنیا کی کوئی طاقت ان مدرسوں کو نہیں مٹا سکتی یہ قرآن قیامت تک باقی رہے گا اس کی تعلیم بھی باقی رہے گی اس کا علم بھی باقی رہے گا اور اسباب کے درجہ میں اللہ مدرسہ کو بھی رکھے گا مدرسہ کی وجہ سے تو رحمتیں آتی ہیں لاکھوں قرآن کے ختم روزانہ مدرسوں میں ہوتے ہیں مدرسہ کی حفاظت اسلام کی حفاظت ہے مدرسہ کی حفاظت پاکستان کی حفاظت ہے مدرسہ کا تحفظ عالم اسلام کا تحفظ ہے مدرسہ کا تحفظ پاکستان کے آئین کا تحفظ ہے مدرسہ کا تحفظ پاکستان کے جغرافیہ کا تحفظ ہے مدرسہ کا تحفظ نظریہ کا تحفظ ہے۔

مدرسہ کا تحفظ امت مسلمہ کی تاریخ کا تحفظ ہے ان کے علوم کا تحفظ ہے ان کی تہذیب و تمدن ثقافت کا تحفظ ہے یاد رکھو سندھ میں نے سنا چند مدارس بند کر دیئے گئے ہیں غیر قانونی طور پر بند کیے گئے ہیں رجسٹریشن ان مدرسوں کے لیے لازمی نہیں ہے جہاں پر رہائشی طلبہ نہیں ہے باقاعدہ طلباء نہیں ہے ہمارے حکومت سے مذاکرات جاری ہیں ہم اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ اس کا نتیجہ نکلے ہم امن چاہتے ہیں تصادم نہیں چاہتے ٹکراؤ نہیں چاہتے ہماری پاس دلیل کی طاقت ہم دلیل سے پہلے بھی اپنی بات منواتے رہے ہیں اور اب بھی منوائیں گیں (ان شاء اللہ) اور اگر تم نے مجبور کیا تو پھر یاد رکھو اس کو دھمکی نہ سمجھو حقیقت سمجھیں کوئی تمہیں کہتا ہے میں پاکستان بند کر دوں گا وہ تو شاید نہ کر سکے اگر ہمیں اپنے حق کے لیے پاکستان کی سڑکوں پر آکر اس ملک کا نظام تمہیں دکھانے کے لیے جام کرنا پڑا تو ہم جام کر کے دکھائیں۔

میرے دوستو! تم ان مدرسوں کو لاوارث نہ سمجھو تم ان طلبہ کو لاوارث نہ سمجھو تم ان کو بدنام کر رہے ہو اپنے ظلم کو چھپانے کے لئے غیروں کو خوش کرنے کے لئے بیرونی آقاؤں سے پیسہ لینے کے لئے تم ان پر الزام لگا رہے ہو یاد رکھو تمہارے یہ الزام راکھ ہو جائیں گے یہ مدرسہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے اور رہے گا خدمت کا کام جاری رکھو اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قط (۱)

اختلاف امت کی اقسام

حضرت مولانا مفتی محمد انور کاڑوی صاحب

قارئین کرام! دنیا میں اختلافات کئی قسم کے ہیں، کچھ اختلافات اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں اور کچھ عذاب، اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ میں سبیل السلام کی ہدایت کا اور سورہ عنکبوت کے آخر لہدینہم سبیلنا (کہ ہم اپنے بہت سے راستوں کی محنت کرنے والوں کو ہدایت کریں گے) یہاں دونوں جگہ سبیل سییل کی جمع کثرت ہے، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے اور سلامتی کے راستے بہت سے ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ اختلاف امتی رحمة کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے (جامع صغیر مع السراج الممیر ص ۸۴، ج ۷) علامہ جلال الدین سیوطی ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو محمد نصر المقدسی کی کتاب الحجہ میں اور بیہقی کے الرسالة الاشعر یہ میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے اور شاید کہ حفاظ الحدیث کی بعض کتب میں اس کی تخریج ہو جو ہم تک نہیں پہنچیں۔

فائدہ : آج کل بعض منکرین حدیث اور متجددین نے اس روایت پر جرح شروع کی ہے اور بعض رسالے بھی لکھنے شروع کیے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اختلاف مطلقا شریعت میں درست نہیں جب کہ یہ بات غلط ہے، اس حدیث کو اگرچہ بعض محدثین نے ضعیف کہا ہے جیسا کہ علامہ علی بن احمد عزیزی متوفی ۱۰۷۰ھ نے اپنے شیخ محمد حجازی شعرانی سے نقل کیا ہے (السراج الممیر ص ۶۴، ج ۱) اور علامہ سبکی نے فرمایا تھا کہ (اس حدیث کے الفاظ) محدثین کے نزدیک معروف نہیں اور میں اس کی صحیح، ضعیف یا موضوع سند پر مطلع نہیں ہوا (فیض القدیر ص ۲۱۲، ج ۱) لیکن یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ اولاً تو ابتدائے اسلام میں سند کی بحثیں ہی نہیں تھیں جیسا کہ محمد ابن سیرین ؒ فرماتے ہیں کہ لم یكونوا یسئلون عن الاسناد (مسلم ص ۱۱، ج ۱) یعنی ابتدائے اسلام میں سند کا سوال ہی نہیں کیا جاتا تھا، جب فتنے واقع ہوئے تو محدثین نے کہا کہ اپنے راوی ہمارے سامنے ذکر کرو تا کہ اہل سنت کی روایت لی جائے اور اہل بدعت کی روایت چھوڑ دی جائے (مسلم) لیکن یہ راویوں کی بحث متواترات اور مشہورات میں نہیں تھی بلکہ ایسی خبر واحد میں قادی تھی جو تلقی بالقبول یا دوسرے قرائن کی وجہ سے حسن یا صحت کے درجہ کو نہ پہنچ جائے اور محدثین نے یہ اصول بھی لکھا تھا کہ جس حدیث کو ہم صحیح کہہ دیں واقع میں اس کا صحیح ہونا ضروری نہیں اور جس حدیث کو محدث ضعیف کہہ دے اس کا واقع میں ضعیف ہونا ضروری نہیں، چنانچہ امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ جب صحیح کا لفظ بولا جائے تو اس کا معنی یہی ہے (یعنی اس کے تمام راوی عادل، تام الضبط ہیں، اس کی سند متصل ہے اور یہ حدیث علت اور شدوذ سے پاک ہے) لا انہ مقطوع بہ (تقریب مع التدریب ص ۳۴، ج ۱) لا انہ مقطوع بہ پر علامہ جلال الدین سیوطی ؒ فرماتے ہیں کہ ہم ایسی حدیث کو ظاہر سند

کے اعتبار سے قبول کرتے ہیں، یہ بات نہیں کہ وہ واقع میں بھی صحیح ہو ثقہ آدمی پر خطا اور نسیان کے امکان کی وجہ سے (تدریب الراوی ص ۳۴، ج ۱) اسی طرح امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ جب یہ کہا جائے یہ حدیث صحیح نہیں تو اس کا معنی بھی یہ ہے کہ اس کی سند صحیح نہیں (تقریب) اس پر علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ روایت واقع میں بھی جھوٹی ہے، جھوٹے آدمی سچائی اور کثیر الخطاء کی درستگی کے امکان کی وجہ سے (تدریب الراوی ص ۳۴، ج ۱)

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مثلاً حضور اقدس ﷺ نے فرضیت حج کے بعد صرف ایک حج کیا لیکن وہ حج افراد تھا یا تمتع یا قرآن، اس بارے میں ترمذی شریف میں تین قسم کی روایتیں ذکر کی گئی ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حج افراد کی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حج قرآن کی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کی اور ان تینوں روایتوں کو صحیح کہا ہے جب کہ واقعہ کے اعتبار سے یہ تینوں درست نہیں ہو سکتیں کیونکہ حضور ﷺ نے واقع میں ایک ہی حج کیا ہے تین حج نہیں کیے۔ اسی طرح ترمذی شریف پڑھنے پڑھانے والے جانتے ہیں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ بہت سی روایات پر ضعف کا حکم لگاتے ہیں اور بعد میں فرماتے ہیں کہ والعمل علی هذا کہ امت کا عمل اس حدیث کے موافق ہے۔

اور عرف میں بھی اس کی بہت سی مثالیں ہیں کہ راوی یا سند ضعیف ہوتی ہے مگر خارجی قرائن کی وجہ سے اس روایت کو قبول کر لیا جاتا ہے، مثلاً ایک فاسق و فاجر آدمی نے خبر دی کہ پڑوس کے مکان میں فوٹنگی ہو گئی ہے لیکن یہ شخص جھوٹ اور فتنہ و فجور میں مشہور ہے، اس لیے اس کی خبر معتبر نہیں لیکن اس کی خبر کے بعد پڑوس سے رونے کی آوازیں آنے لگیں تو معلوم ہوا کہ یہ خبر صحیح ہے، اسی طرح اختلاف امتی رحمۃ والی حدیث کو اگرچہ بعض حضرات نے ضعیف کہا ہے مگر خارجی بہت سے قرائن کی وجہ سے اس کا ضعف ختم ہو گیا ہے، کیونکہ اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔ اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض محدثین نے فرمایا کہ جب کسی حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو اس کی صحت کا حکم لگا دیا جاتا ہے اگرچہ اس کی سند صحیح نہ ہو، ابن عبد البر نے الاستدکار میں جب امام ترمذی رحمہ اللہ سے یہ بات نقل کی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث بحر یعنی الطہور ماہ کی ان الفاظ میں تصحیح کی ہے کہ محدثین اگر اس جیسی سند کی تصحیح نہیں کرتے لیکن یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے، اس لیے کہ علماء کی اس حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور ابن عبد البر رحمہ اللہ نے التمهید میں نقل کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے نقل کیا کہ ”دینار چوبیس قیراط کا ہوتا ہے“ اور پھر ابن عبد البر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس روایت کے معنی پر لوگوں کے اجماع کر لینے اور علماء کی ایک جماعت کے اس موافق قول کرنے سے اس کی سند کی تحقیق سے استغناء ہو چکا ہے اور استاد ابواسحاق الفرائی فرماتے ہیں کہ ہم حدیث کی صحت کو اس وقت پہچان لیتے ہیں جب وہ محدثین کے نزدیک بلا انکار مشہور ہو اور اسی کی مثل ابن فورک نے کہا اور اس نے یہ زیادتی کی کہ اس کی مثال فی الرقة ربع العشر و فی مائتی درهم خمس دراهم کی حدیث میں ہے (تدریب الراوی ص ۲۹، ۳۰، ج ۱) یعنی چاندی میں زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے اور دوسو درہم میں پانچ درہم ہیں

اور اس حدیث کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے اور محدثین کے ہاں یہ مشہور بھی ہے اور فقہاء اور محدثین کا اس کے مضمون کے قبول کرنے پر اتفاق بھی ہے، نیز ابوالحسن بن الحصار تقریب المدارک علی موطا مالک میں فرماتے ہیں کہ کبھی فقہ حدیث کی صحت اس حدیث کے قرآن پاک کی کسی آیت کی موافقت یا بعض اصول شریعت کی موافقت کی وجہ سے معلوم کرتا ہے جب کہ اس کی سند میں کوئی کذاب نہ ہو تو یہ بات اس فقہ کو اس حدیث کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ (تدریب الراوی ص ۳۰، ج ۱)

یہ بات بھی اس حدیث میں پائی جاتی ہے کیونکہ قرآن پاک کی بہت سی آیات میں بعض اختلافات کو رحمت قرار دے کر اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علامہ عبدالرؤف مناوی ۱۰۳۱ھ متوفی ۱۰۳۱ھ جنہوں نے اس روایت کا ضعف نقل کیا ہے وہ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے وسعت رکھی ہے اور مجتہدین کے اختلاف کو رحمت بنایا ہے۔ (فیض القدیر ص ۳۳۱، ج ۱) اسی طرح علامہ عبدالرؤف ۱۰۳۱ھ مذکورہ حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مراد یہ ہے کہ میری امت کے مجتہدین کا ان فروع میں اختلاف جن میں اختلاف کی گنجائش ہے (وہ رحمت ہے) تو حضور ﷺ کی یہ کلام احکام میں اجتہاد کے بارہ میں ہے جیسا کہ قاضی صاحب کی تفسیر میں ہے، انہوں نے فرمایا (اختلاف) سے نبی اصول میں اختلاف کے ساتھ مخصوص ہے نہ فروع میں، انتہی (فیض القدیر ص ۲۰۹، ج ۱) نیز علامہ عبدالرؤف مناوی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں کہ فقہاء کا اختلاف لوگوں کے لیے وسعت ہے، ان مذاہب کے ایسے مختلف شرائع بنانے کے ساتھ جن کے ساتھ حضور ﷺ مبعوث ہوئے ہیں تاکہ اس حق کو ضائع کرنے کی وجہ سے امت پر تنگی نہ ہو، جس حق کا معلوم کرنا (وسعت کے مطابق) اللہ تعالیٰ نے مجتہدین پر فرض کیا ہے نہ کہ غیر مجتہدین پر اور مجتہدین کو بھی اس چیز کا مکلف نہیں کیا جو ان کی طاقت میں نہیں، اس امت کی آسان اور نرم شریعت میں وسعت پیدا کرنے کے لیے، پس مذاہب کا اختلاف بہت بڑی نعمت اور عظیم فضیلت ہے جس کے ساتھ یہ امت خاص کی گئی ہے، پس وہ مذاہب جن کو حضور ﷺ کے اقوال و افعال سے مختلف طریقوں پر مستبط کیا ہے وہ حضور ﷺ کی مختلف شریعتوں کی طرح ہے اور حضور ﷺ نے اس اختلاف شرائع کے واقع ہونے کا وعدہ فرمایا تھا، چنانچہ اس وعدہ کے موافق یہ اختلاف واقع ہوا اور یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے لیکن عقائد (قطعہ) میں اجتہاد گمراہی اور وبال ہے (فیض القدیر ص ۲۰۹، ج ۱) اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صرف احکام میں اختلاف کے بارہ میں ہے (ایضاً) پھر اس کی تائید میں فرماتے ہیں کہ نبیہتی نے مدخل میں قاسم بن محمد یا عمر بن عبدالعزیز سے نقل کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام ۱۰ میں اختلاف نہ ہوتا، اس لیے کہ اگر وہ اختلاف نہ کرتے تو (امت کے لیے) رحمت نہ ہوتی اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جس کو نبیہتی نے حضرت ابن عباس ۱۰ سے مرفوعاً ذکر کیا کہ ”میرے صحابہ ۱۰ آسمان میں ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے“ اور میرے صحابہ ۱۰ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے (فیض القدیر ص ۲۰۹، ج ۱)..... جاری ہے۔

جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

ذکر اللہ میں صرف ”الا“ ”یا“ ”ہ“ ”یا“ ”الا اللہ“ کا ورد

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

۱۔ ہم اقراء مسجد میں بعد نماز جمعہ آپ کا شروع کیا ہوا ذکر آج تک کر رہے ہیں۔ ایک بزرگ پڑھے لکھے ہماری مسجد میں مؤذن بھی ہیں انہیں لا الہ الا اللہ کے بعد الا اللہ پر اشکال ہے کہ ایسا کیوں پڑھتے ہیں؟ صرف الا اللہ پڑھنا انہیں گوارا نہیں کہتے ہیں لا الہ الا اللہ پورا پڑھو۔ برائے مہربانی عقلی اور نقلی دلیل سے سمجھا دیں۔

۲۔ نماز میں بار بار سامنے لگی ہوئی گھڑی پر ٹائم دیکھنا کیسا ہے، کہ کتنے منٹ نماز میں باقی ہیں اس لئے بار بار گھڑی دیکھنے سے نماز میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟

۳۔ کسی سہارے کے بغیر قرآن کی تپائی پر ہاتھ رکھے ہوئے اونگھ آجائے تو یہ ہاتھ کا سہارا سمجھا جائے گا؟

واب

چ

ال

۱۔ سلسلہ چشتیہ، سلسلہ قادریہ وغیرہ میں لا الہ الا اللہ کا ذکر موجود ہے۔ ہزاروں علماء مشائخ اور لاکھوں لوگ ان سلاسل سے متعلق ہیں اگر یہ ذکر درست نہ ہوتا نہ ان سلاسل کے بانیان اسے تجویز کرتے اور نہ ہی ہزاروں علماء اسے اختیار کرتے۔ ان حضرات کا بلا تکثیر اسے اختیار کرنا جواز کی بہت بڑی دلیل ہے۔ نیز کلمہ طیبہ کے ورد کرتے وقت پہلے چند مرتبہ پورا کلمہ شریف پڑھا جاتا ہے جس میں حق تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تذکرہ بھی ہے اس کے بعد خاص اللہ پاک کی طرف توجہ کرتے ہوئے ”محمد رسول اللہ“ کو ترک کیا گیا اور صرف لا الہ الا اللہ کا ذکر شروع ہوا حالانکہ یہ پورا کلمہ شریف نہیں۔ اس کے بعد ایک درجہ قرب خداوندی میں ترقی ہوئی۔ تو حرف ”الا اللہ“ کا ذکر شروع ہو گیا۔ پھر جب مزید ترقی ہوئی، تو لفظ ”الا“ کو ترک کر کے صرف اسم ذات ”اللہ اللہ اللہ“ کا ذکر شروع ہو گیا۔

پھر سلسلہ قادریہ کے حضرات نے مزید ترقی کرتے ہوئے لفظ اللہ کی حرف ”ہ“ کا ورد کیا۔ یہ کی بیشی درحقیقت ترقی اور رفعت کی طرف اشارہ ہے۔ اس لیے یہ سب سلسلہ شرعاً جائز ہے۔

■ گھڑی یا کسی بھی چیز کی طرف التفات کرنا شرعاً مکروہ ہے تاہم اس سے نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ یہ التفات بار بار کیوں نہ ہو قال رسول اللہ ﷺ لا یزال مبتلا علی العبد و هو فی صلاته ما لم یلتفت الحدیث (مراتی) گھڑی او چچی لگائیں۔

■ اگر سرین زمین پر جمی ہوئی ہے تمکن علی الارض حاصل ہے تو اس صورت میں سہارا لگا کر سونے یا اونگھنے سے وضو ختم نہیں ہوتا۔ وینقضہ نوم لم تمکن فیہ المقعدۃ (مراتی ص ۹۰ علی الطحاوی)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۵۔ ۷۔ ۱۴۳۲ھ

اذا کار کا یہ طریقہ منصوص بین مشائخ نے بطو علاج تجویز فرمایا ہے (فیاض احمد عثمانی)

سجدہ تلاوت کی نیت رکوع میں کر لینا

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب دوران نماز آیت سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد سجدہ نہیں کرتے رہے بلکہ رکوع میں ہی سجدہ کی نیت کر لیتے تھے جبکہ مقتدیوں کو یا تو آیت سجدہ کا علم ہی نہیں ہوتا یا پھر علم ہو جاتا لیکن وہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت نہیں کرتے رہے، تو کیا مقتدیوں کی نمازیں ہو گئیں؟ اور انہیں سجدہ تلاوت اب کس طرح کرنا چاہئے؟ اب سجدہ تلاوت کی ادائیگی کا مسئلہ معلوم ہونے کے بعد اس کی تلافی ہو سکتی ہے؟

نیز ایسے امام صاحب کے لئے کیا حکم ہے وہ اس نقصان کی تلافی کس طرح کریں پہلے مسئلہ معلوم نہ تھا۔
المستفتی: محمد عرفان گلبرگ کالونی ملتان

ال
چ
والب
صورت مسئلہ میں مقتدیوں کی نمازیں ہو گئی ہیں اور مقتدیوں کے لئے اب سجدہ تلاوت کی ادائیگی ممکن بھی نہیں ہے کیونکہ سجدہ تلاوت صلائی خارج میں ادا نہیں ہو سکتا۔
چنانچہ شامی میں ہے۔

قوله (واذا لم يسجد اثم) افاد انه لا يقضيها قال في شرح المنتبه وكل سجدة وجبت في الصلاة ولم تنود فيها سقطت اي لم يبق السجود لها مشروعا لفوات محله (شامی ص ۲/۷۰۵)

اور البحر الرائق میں ہے۔ قوله ولم تقض الصلوة خارجها اي خارج الصلاة (البحر الرائق ص ۱/۷۰۵) اب امام صاحب اور مقتدی حضرات توبہ واستغفار کریں اور ہر دونوں نماز کے مسائل سیکھنے کی بھرپور کوشش کریں۔
چنانچہ البحر الرائق میں ہے۔

ثم مقتضى قواعدهم انه اذا لم يسجد في الصلاة حتى فرغ فانه ياتم لم يود الواجب ولم يكن قضاؤها لما ذكرنا .

وهذا من الواجبات التي اذا فات وقته تقرر الاثم على المكلف والخروج له التوبة كسائر الذنوب . (البحر الرائق ص ۱/۲۱۴) لہذا امام صاحب کو چاہئے کہ وہ آئندہ سجدہ تلاوت کے لئے مستقل سجدہ کیا کریں، رکوع میں نیت نہ کریں۔
فقط واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۱-۵-۱۴۳۶ھ

نصاب کے بقدر مال آجانا، پھر کمی واقع ہو تو زکوٰۃ لے سکتا ہے؟

۱۔ موبائل میں موجود لوڈ کو ”اخذ زکوٰۃ“ نصاب میں یا ”ادائیگی زکوٰۃ“ کے نصاب میں شامل کیا جائے گا یا نہیں؟

۲۔ کسی شخص کے پاس: محرم کے مہینے میں نصاب کے بقدر مال آگیا، پھر ماہ صفر میں نصاب سے کم ہو گیا تو کیا یہ شخص ماہ صفر میں زکوٰۃ لے سکتا ہے؟

السستفتی: محمد طارق امیر خان

واب

چ

ال

۱۔ موبائل میں موجود لوڈ کو اخذ زکوٰۃ یا ادائیگی زکوٰۃ کے نصاب میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ مال نہیں بلکہ ایک سہولت ہے اگر موبائل میں خود رقم موجود ہو جسے نکالنے کا اختیار بھی حاصل ہو تو وہ رقم نصاب میں شامل ہوگی۔

۲۔ صورت مسئلہ میں شخص مذکور کے لئے زکوٰۃ لینے کی گنجائش ہے۔ چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے ومنہا الفقیر و هو من له ادنى شیء و هو ما دون النصاب او قدر نصاب غیر نام و هو مستغرق فی الحاجة فلا یخرجه عن الفقر ملک نصب کثیرة غیر نامیة اذا كانت مستغرقة بالحاجة کذا فی فتح القدیر

(فتاویٰ ہندیہ ص ۱، ج ۱، ۱۸۷)

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۱-۵-۱۴۳۶ھ

لارڈ میکالے کی باقیات

ڈاکٹر محمد زاہد الحق قریشی صاحب (لاہور)

یہود و نصاریٰ اور ہندو کی اسلام دشمنی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ قرآن پاک میں بھی رب کائنات نے مسلمانوں کو ان کی دشمنی سے بار بار آگاہ کیا ہے۔ اور ان کی مکاریوں سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ جب مسلمانوں نے برصغیر میں اپنی حکمرانی کے دور میں شمشیر سناں کو آخر اور طاؤس و رباب کو اول قرار دیا۔ قرآن و سنت سے دوری اختیار کی، علماء حق کی رہنمائی سے منہ موڑا اور گویوں اور میراثیوں کو فنکار کہہ کر نوازنا شروع کیا، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے اصول اور فطرت کے مطابق ان سے حکومت چھین کر نصاریٰ کو دے کر انہیں ذلیل کیا۔ جب انگریز نے دیکھا ہماری تمام تر کوشش کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت قرآن و سنت کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے تب انہوں نے عاجز آ کر ایک اجلاس اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے بلایا جس میں مختلف تجاویز پر غور ہوا۔ ان کے ماہر تعلیم لارڈ میکالے نے حل پیش کرتے ہوئے تاریخی جملہ کہا ”کہ ہم اگر مسلمانوں کو عیسائی نہیں بنا سکتے تو میں انہیں ایک ایسا نظام تعلیم دوں گا جس کے بعد یہ مسلمان عیسائی نہ بھی بنے تو مسلمان بھی نہ رہیں گے۔“ اسے یہ ٹاسک سونپ دیا گیا۔ اس کا پلان کامیاب رہا مسلمانوں کی تعلیم کے ذریعہ فارسی زبان پر پابندی لگا دی گئی۔ نوکری کے لئے انگریزی زبان کی مہارت لازمی قرار دے دی گئی۔ سکول و کالج سے پڑھنے والے مسٹر اور قرآن و حدیث و دیگر علوم و فنون حاصل کرنے والے مدارس کے طلباء ملاں کہلائے۔ دن بدن یہ تقسیم اور خلج بڑھتی گئی اور قوم کے مسٹر دین و اسلام سے فارغ ہوتے گئے۔ مسلمانوں کے علوم کی منبع عربی و فارسی ختم کر دی گئی اور لارڈ میکالے کا دعویٰ درست ہوا آج بھی میٹرک، ایف ایس سی، بی ایس سی، ایم ایس سی و دیگر بڑی بڑی ڈگریاں لینے والے نماز تک نہیں سنا سکتے۔ ایک مرتبہ آزاد کشمیر کے ایک مفتی ایک عدالت میں پیش ہوئے تو جج صاحب نے حسب معمول فرمایا کہ کیا آپ کو انگریزی آتی ہے؟ انھوں نے فرمایا نہیں تو جج صاحب نے فرمایا کہ پھر آپ کو کیا علم ہے آپ تو جاہل ہیں؟ مفتی صاحب نے اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ نکالا اور انہیں پیش کیا کہ یہ پڑھ کر سنائیے۔ جج صاحب نے کہا یہ تو عربی میں ہے، میں نہیں پڑھ سکتا۔ تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ دنیا کی بڑی مدینہ یونیورسٹی نے مجھے اس مقالے پر پی ایچ ڈی کی ڈگری دی ہے۔ اور آپ اس کی ایک سطر بھی نہیں پڑھ سکتے۔ ترجمہ تو کیا کریں گے۔ تو جاہل آپ ہوئے کہ میں؟ یہ بیمار ذہنیت والے فرماتے ہیں کہ ہم تو ایک ہزار سال سے آکسفورڈ اور کیمبرج کے مرہونِ منت ہیں کہ انہوں نے ہمیں یہ علم عطا کیا۔ سوال یہ ہے کہ ایک ہزار سال پہلے آکسفورڈ اور کیمبرج نہیں تھے تو علم کہاں سے آیا؟ اس کا جواب ہمیں تاریخ دیتی ہے کہ اس وقت عالم اسلام کی تین مایہ ناز یونیورسٹیاں علم و دانش

کی روشنی فراہم کر رہی تھیں۔ ۸۵۹ء میں مراکش کے اس وقت کے دارالحکومت فاس (FEZ) میں جامعہ قرویین کی بنیاد رکھی گئی تھی یہ یونیورسٹی ایک عرب خاتون فاطمہ فہریہ نے قائم کی تھی۔ جن کا خاندان مشہور صحابی عقبہ بن نافع ♦ کے قائم کردہ شہر قیروان (تیونس) سے فارس میں جابسا تھا۔ یہ جامعہ قرویین جدید دنیا کی پہلی یونیورسٹی شمار ہوتی ہے۔ دوسری یونیورسٹی جامعہ ازہرا ۹۷۱ء میں قاہرہ مصر میں قائم ہوئی جب کہ تیسری یونیورسٹی جامعہ نظامیہ (بغداد میں) مزید ۱۰۰ سال بعد سلطان ملک شاہ سلجوقی ۹۳۰-۱۰۷۱ء کے وزیر اعظم نظام الملک طوسی نے قائم کی جس کے رئیس الجامعہ (وائس چانسلر) امام غزالی رحمہ اللہ بھی رہے۔ ان کے علاوہ شمرقند، بخارا، موصل رہے کوفہ، بصرہ، مرو، بلخ، قرطہ، اشبیلیہ دمشق، نیشاپور حلب اسکندریہ اور دیگر اسلامی شہروں میں ہزاروں مدارس قائم تھے۔ جن کے تمام اخراجات حکومت ادا کرتی تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس میں علم حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب جامعہ نظامیہ میں استاد درس دیتا تھا ۶۰ ہزار دواؤں کی سیاہی سے طلباء لکھتے تھے اور ہر دوا سے بیک وقت تین قلم سیاہی حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح دمشق میں مدرسہ الظاہریہ اور بغداد میں مدرسہ مستنصریہ کا بھی یہی حال تھا۔ کیا آج کل کی لارڈ میکالے کی باقیات اس کی کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں۔ جب کہ آکسفورڈ ۱۱۶۷ء اور کیمبرج ۱۲۳۰ء میں قائم ہوئیں۔ مسلمان ان کے قیام کے ۶۰۰ برس بعد تک ان کے ممنون احسان ہوئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے جب مسلمانوں کا تعلیمی میدان میں عروج تھا تو پھر زوال کیسے ہوا؟ اس سوال کا جواب بھی ہمیں تاریخی حقائق ہی دیتے ہیں۔ غیر مسلموں میں اسلام کے خلاف ہمیشہ سے بغض اور حسد رہا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا سچا اور پکا فرمان ہے۔ انیسویں صدی عیسوی میں جب صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے جہاد چھوڑنے اور اسلامی تعلیمات سے منہ موڑنے کی پاداش میں عالم اسلام کا بیشتر حصہ فرنگیوں کے زیر تسلط آیا تو غلام ملکوں پر انگریزی، فرانسیسی، پرتگالی، روسی، ڈچ اور اطالوی زبانیں زبردستی مسلط کی گئیں تب کہیں جا کر مسلمان آکسفورڈ، کیمبرج لائینڈن (نیدرلینڈ) اور سوربون (پیرس) وغیرہ کے ممنون احسان ہونے پر مجبور ہوئے۔ پوری دنیا کی تاریخ کی بات کی جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا ہم صرف برصغیر کی بات کرتے ہیں اسی کے تناظر میں پوری دنیا کی تاریخ سمجھ میں آجائے گی کہ اغیار نے کیسے مسلمانوں کی علمی یونیورسٹیوں و مدارس کو پامال کیا۔

۱۷۵۷ء کی جنگ پلاسی (بنگال) سے برصغیر میں برطانوی راج کا آغاز ہوتا ہی فرنگی نے پہلا وار یہ کیا کہ مسلمانوں کے تمام تعلیمی ادارے بند کر دیے۔ انگریز گورنر جنرل وارن ہسٹنگو نے ۱۷۸۱ء میں کلکتہ میں ایک مدرسہ قائم کیا مگر ظاہر ہے۔ وہ دنیاوی و سیکولر تعلیم کا مدرسہ یعنی کالج تھا۔ پھر لارڈ ولزلی کے دور میں ۱۸۰۱ء میں کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج قائم کیا۔ پھر بمبئی مدراس اور کلکتہ میں یونیورسٹیاں قائم ہوئیں پھر دوسرے مرحلے میں ۱۸۳۷ء میں فارسی کی بجائے انگریزی سرکاری زبان قرار دے دی گئی تو عوام کے لئے سرکاری نوکریاں حاصل کرنے کے دروازے بند ہو گئے۔ جس کے نتیجے میں ہندوستان کے ہر علاقے

میں دھڑا دھڑ سرکاری اور مشنری سکول و کالج قائم ہونے لگے۔ ۱۸۱۰ء میں کلکتہ میں پہلا مشنری سکول کھلا تھا۔ پھر ضلع میں گورنمنٹ سکول و کالج قائم ہوئے۔ ۱۸۶۶ء میں گورنمنٹ کالج لاہور قائم ہوا۔ ۱۸۶۷ء ہندوؤں نے بنارس میں ہندو یونیورسٹی قائم کی تو سرسید احمد خان نے ۱۸۷۷ء میں علی گڑھ میں محمدن اینگلو اورینٹل کالج قائم کیا۔ جو ایم اے اور کالج علی گڑھ کے نام سے معروف ہوا۔ اور ۱۹۲۱ء مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بن گیا۔ اسی دوران لاہور میں پنجاب یونیورسٹی کی بنیاد ۱۸۸۲ء میں رکھی جا چکی تھی۔ ان تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لارڈ میکالے کا تیار کردہ سیکولر نظام تعلیم رائج کیا گیا جو کہ اب تک رائج ہے۔ جن مدارس کو اس سیکولر نظام تعلیم کی ذہن سازی یعنی برین واشنگ کے بعد نکلنے والی کھیپ ”جہالت کی یونیورسٹیاں“ قرار دے رہی ہے۔ ان کے تعلیم یافتہ ایک مولانا سید اکبر حسین الہ آبادی جو کہ اپنی صلاحیتوں اور علم کے بل بوتے ہمارے قومی شاعر اور سرکاری جج بنے۔ ان کا تبصرہ حرف آخر ہے۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوچھی
قرآن و سنت کی تعلیم حاصل کرنے سے اللہ تعالیٰ وہ بصیرت عطا فرماتا ہے کہ دور تک مستقبل میں ہونے
والے ثمرات و نقصانات سامنے آجاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی بصیرت سے اندازہ لگالیا تھا کہ ان سکولر نظام
تعلیم سے نکلنے والی کھیپ کا مستقبل میں کیا حال ہوگا؟ ان مدارس کا نصاب اسلام کے عہد عروج میں قرآن
و حدیث کے علاوہ علم طب، علم الادویہ، علم ریاضی، علم کیمیا، علم فلکیات، تاریخ اور فلسفہ علم اور اخلاق، علم
سیاست وغیرہ پر محیط ہوتا تھا۔ مدرسہ فرنگی محل لکھنؤ مدرسہ رحیمیہ دہلی کا نصاب ان تمام مضامین پر مشتمل
تھا۔ انگریزوں نے جب ان جدید ذہن والے کالے انگریزوں کے اصل آقاؤں نے برصغیر پر قابض
ہو کر عربی مدارس پر پابندی لگائی (جیسے کہ ان کے روحانی فرزند آج بھی اسی کوشش میں مصروف
ہیں) تو مسلمانوں کی دینی تعلیم کی تکمیل، فروغ اور ضروریات کو پورا کرنے کے لیے علماء نے نئی طور پر مختلف
مدارس قائم کیے، دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارن پور اور ندوۃ العلماء لکھنؤ مسلمانوں کی دینی ضروریات
کو پورا کرنے کا ذریعہ بنے۔ ان مدارس نے علماء کی ایسی کھیپ تیار کی جو قرآن و سنت کے علم محفوظ رکھنے
اور دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور پوری دنیا میں ان مدارس کا جال بچھا
دیا۔ ان کی ہزاروں کی تعداد میں تصانیف سے آج پوری دنیا مستفید ہو رہی ہے۔ بیمار ذہنیت کا یہ حال ہے کہ
انگریزی زبان نہ جاننے والے کو جاہل قرار دیتے ہیں کیوں کہ یہ ان کے آقاؤں کی زبان ہے۔ حالانکہ عربی
اور چائنہ انگریزی زبان سے بڑی زبانیں ہیں۔ خود ان کے معیار تعلیم کا یہ حال ہے کہ اردو اور انگریزی کے
ماسٹرڈ ہولڈر اردو اور انگریزی میں اپنی تعلیم و ڈگری کے بل بوتے پر ایک دو صفحے کا مضمون بھی نہیں لکھ سکتے۔
ان پر قوم کا ربوں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ پھر بھی رزلٹ بمشکل 32% پہلی مرتبہ پاس ہوتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ

نے ذہین طلباء و طالبات کے لیے سولر لیمپ اور لیمپ ٹاپ حاصل کرنے کے لیے معیارہ 60% نمبر حاصل کرنے کا مقرر کیا ہے۔ جب کہ وفاق المدارس نے 68% مقرر کیا ہے۔ حرمین شریفین میں سینکڑوں پاکستانی اساتذہ قرآن پاک کی تعلیم دے رہے ہیں۔ مسجد نبوی میں قرآن پاک کی تعلیم کے ۵۰۰ حلقے ہیں۔ جن میں ۳۰۰ سے زائد حلقوں میں پاکستانی مدارس (جہالت کی یونیورسٹیوں) کے تعلیم یافتہ ہیں۔ اور پاکستان کو کثیر تعداد میں زرمبادلہ بھیج رہے ہیں۔ گزشتہ سال ۷ جولائی ۲۰۱۳ء کو رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی تقریب میں پورے سال میں سب سے زیادہ حفاظ قرآن تیار کرنے پر وفاق المدارس العربیہ کو دنیا کا سب سے بڑا اعزاز خدمت قرآن انٹرنیشنل ایوارڈ پاکستان سے نوازا گیا۔ ایک سال کے حفاظ کی تعداد ۶۳۵۵۶ تھی۔ یہ تعداد اس کے علاوہ ہے۔ جو کہ وفاق المدارس سے ملحق ہیں دوسرے بورڈز کے حفاظ پرائیویٹ حفاظ کی تعداد کو شامل کیا جائے تو بات کئی گنا تک پہنچ جاتی ہے۔ مگر افسوس اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اسلامی حکومت کے کسی ایک بھی ذمہ دار کی طرف سے ایک سطر کا بھی مبارکباد کا پیغام نہ آیا۔ کیونکہ بیمار ذہنیت کی نگاہ میں جو قرآن و سنت کی تعلیم کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے مدارس کی سندوں کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے کافی اچھے اقدامات کیے تھے۔ اسی طرح کالج کے نصاب میں اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کا نصاب لازمی قرار دے دیا۔ حالانکہ یہ نصاب بچوں کو ماں کی گود میں ہی ازبر کر دینا چاہیے۔ مگر حیرانگی ہوتی ہے۔ کہ کالج اور یونیورسٹیوں کی سطح پر یہ مختصر نصاب کی چھوٹی چھوٹی کتب میں طلباء سب سے زیادہ فیل ہوئے۔ دوسری طرف بیمار ذہنیت کا یہ غیر منطقی مطالبہ ہے کہ مدارس میں سائنس کیوں نہیں پڑھائی جاتی؟ یہ ایسا ہی مطالبہ ہے کہ کوئی یہ کہے میڈیکل کالج میں انجینئرنگ اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں میڈیکل تعلیم کیوں نہیں دی جاتی؟ جس مقصد کے لیے کوئی تعلیمی ادارہ قائم کیا جاتا ہے۔ اس میں انہی علوم کی تعلیم دی جاسکتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ چاول بو کر جب فصل تیار ہو جائے تو سوال کیا جائے کہ اس سے گندم کیوں نہیں حاصل ہو رہی۔ دینی مدارس و علماء یہ اعتراض کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ان کالج اور یونیورسٹیوں میں دین کی بنیادی تعلیمات کیوں نہیں دی جاتیں؟ جس علم کو حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و زن پر فرض ہے۔ وہ ان کے نصاب تعلیم میں شامل کیوں نہیں ہے؟ علماء کرام جدید تعلیمی نصاب اور انگریزی زبان وغیرہ کے خلاف نہیں ہیں۔ یہ ان کے خلاف منفی پروپیگنڈا انگریز کی باقیات کرتی ہے۔ علماء چاہتے ہیں کہ جب تک جدید تعلیمی اداروں میں بنیادی دینی تعلیم کا نصاب شامل نہ ہوگا اس وقت تک نیچے سے اوپر تک دیانتدار اور اچھے شہری حاصل نہیں ہوں گے۔ اور معاشرہ نہ سدھر سکے گا۔ یاد رہے کہ پہلا اسلامی مدرسہ اصحاب صفہ کے چبوترہ پر مسجد نبوی قائم ہوا۔ جہاں سے پہلے قرآن و سنت کی تعلیم اور پھر تمام دنیا کی زبانوں کی تعلیم اور پوری دنیا کی سیاست اور حکومت کے فیصلے کیے جاتے تھے۔

not found.

اشتہاردار الاشاعت

not found.

استهارة حقيقة الخير

یاد رفتگان

میرے استاذ! حضرت مولانا ہارون الرشید رشیدی

از: مولانا محمد حنیف ساجد (مدرس دارالعلوم دینیہ، پٹوکی)

”تعارف“ خدمات:

اس دنیا میں بہت سے لوگ آئے اور اس جہان فانی میں اپنی زندگی کے ایام گزار کر رخصت ہو گئے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ زندگی میں بھی ان کی غیر معمولی صلاحیتوں کی بنیاد پر لوگ ان کی قابلیت، فہم و فراست، تقویٰ و اہمیت جرات و بہادری اور اعلیٰ ترین استعداد کے معترف ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی صلاحیتیں چھپائے نہیں چھپتی۔ جب ان خوبیوں سے بھرپور شخصیت دنیا سے رخصت ہوتی ہے تو زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے آپ کو یتیم اور بے سہارا محسوس کرتے ہیں۔ ایسی ہی شخصیات میں ایک نام ہمارے استاذ محترم، استاذ العلماء، عالم باعمل، شیخ التفسیر والحدیث حضرت اقدس حضرت مولانا علامہ ہارون الرشید رشیدی رحمہ اللہ کا بھی ہے۔ حضرت مولانا ہارون الرشید رشیدی رحمہ اللہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ اپنے علاقے کے بہترین خطیب، بے مثال مدرس، اور انتہائی قابل ترین عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ تمام دینی جماعتوں اور تحریکوں کے لئے شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت استاذ محترم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی اسلام کی نشر و اشاعت، درس و تدریس فرق باطلہ کی تیخ کٹی، اور بدعات و ضلالت کے اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کرنے میں صرف کردی۔ سادگی، شرافت، اور اخوت و محبت کا درس آپ کے اوصاف میں نمایاں نظر آتا تھا۔

حضرت مولانا ہارون الرشید رشیدی رحمہ اللہ ۱۰ فروری ۱۹۶۴ء کو جوہر آباد ضلع خوشاب کے چک نمبر ۱۶۲/۹ ایم بی میں چوہدری امام خاں میواتی کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز جامعہ الیاسیہ جوہر آباد سے کیا۔ اور جامعہ الیاسیہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ حفظ قرآن کے بعد عظیم دینی درسگاہ جامعہ مصباح العلوم خوشاب میں گردان مکمل کی۔ اسی دوران آپ کے والد صاحب نے جوہر آباد سے پٹوکی ضلع قصور ہجرت کی اور ہمارے مشفق استاذ محترم نے ۶۷-۱۹۷۵ء میں پٹوکی کی عظیم اور قدیم دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ خیر العلوم سے درس نظامی کی ابتدا کی۔ اور ابتدائی درجات کے اسباق میں اپنی ذہانت کا لوہا منوایا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ملک کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ عربیہ رشیدیہ ساہیوال میں درجہ رابع تک زیر تعلیم رہے۔ مشکوٰۃ شریف مفتی اعظم ادا کاڑہ حضرت مولانا مفتی عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ سے جامعہ مدنیہ ادا کاڑہ میں

۱۹۸۰ء میں پڑھی۔ دورہ حدیث شریف ملک پاکستان کی مشہور و معروف درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا، آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا موسیٰ خان، حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی، حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب اور حضرت مولانا عبدالملک کاندھلوی۔ جیسے اہل علم کا نام شامل ہے۔ فراغت کے بعد ہمارے استاذ عظیم نے ۱۹۸۳ء میں اپنی مادر علمی مدرسہ عربیہ خیر العلوم پتوکی سے اپنے تدریسی دور کا آغاز کیا۔ اور تدریس کے میدان میں کمال درجہ تجربہ و ترقی حاصل کی۔ تدریس کے میدان میں آپ کی مہارت، عمدگی، اور مشکل سے مشکل امحا کو آسان کر کے سمجھانا راقم کو یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ

اب نہ دنیا میں آئیں گے یہ لوگ کہیں ڈھونڈے نہ پائیں گے یہ لوگ
۱۶ فروری ۱۹۹۰ء کو مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند پتوکی کا افتتاح حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی مبارک دعا سے ہوا تو آپ رحمہ اللہ مدرسہ کے پہلے مہتمم بنے۔ ابتدائی کتب سے لے کر مشکوٰۃ شریف تک طلباء کو پڑھاتے تھے۔ میری نگاہوں میں آج تک وہ منظر سایا ہوا ہے کہ جب ہمارے اس عظیم استاذ نے توضیح تلوح اور مختصر المعانی کی امحا کو نہایت آسان انداز میں ہمیں سمجھایا تو یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ کہ ”شاگردو! کیا یاد کرو گے“ بالکل حقیقت ہے جب بھی توضیح تلوح یا مختصر المعانی کو پڑھایا پڑھایا تو بے اختیار زبان یہ شعر آیا۔

مثل ایوان سحر مرقد ہو فروزاں تیرا نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو تیرا
۲۰۰۰ء میں طالبات کے لئے جامعہ حمیرا کے نام سے ادارہ قائم کیا گیا تو ہمارے استاذ محترم نے طالبات کو بخاری شریف خود پڑھائی اور تادم آخر آپ طلباء کو مشکوٰۃ شریف اور طالبات کو بخاری شریف پڑھاتے تھے۔ بحیثیت مہتمم اور شیخ الحدیث کبھی بھی دارالعلوم سے تنخواہ وصول کی اور نہ کبھی مدرسہ میں کھانا کھایا۔ کھانا ہمیشہ گھر سے منگوا کر کھاتے تھے۔ ستمبر ۱۹۸۷ء میں مرکزی جامع مسجد فاروق اعظم میں خطیب مقرر ہوئے اور آخر دم تک اسی مسجد میں خطیب رہے۔ تسلسل عنوان، انداز گفتگو۔ سلیقہ خطابت اور حالات کے تناظر میں ڈھلی ہوئی تقریروں نے عام و خاص، اپنے اور بے گانے۔ قرب و جوار کے دیہات کے لوگوں کو مرکزی جامع مسجد فاروق اعظم میں آنے پر مجبور کر دیا۔ دور دراز سے لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے استاذ محترم کی مسجد میں آتے تھے۔ مولانا ہارون الرشید رشیدی رحمہ اللہ اپنے اور پرانے تمام لوگوں میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ مختصر علالت کے بعد ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۱۵ء بروز سوموار صبح ۸ بجے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے جاں آفرین کے سپرد کی۔ نماز جنازہ شام ۶ بجے الرحیم سٹی پتوکی کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ جس میں تمام مسالک کے عوام اور علماء حفاظ قراء نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ حضرت استاذ محترم کی نماز جنازہ کی امامت معروف روحانی شخصیت پیر طریقت حضرت مولانا مفتی سعید الحسن دہلوی مدظلہ نے پڑھائی۔ بعد ازاں ہزاروں سگوواروں کی موجودگی میں اس نیرتاباں کو آبائی قبرستان طویل میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ کے دو بھائی دونوں حافظ، دو بیٹی عالمہ، ایک بیٹی حافظہ اور ایک بیٹا حافظ تھے۔

جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی مصروفیات و اسفار

ترتیب: مولانا شبیر احمد بہلوی صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان) ◇◇◇◇◇◇◇◇

دورہ سعودی عرب:

۲۴ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۲ جون ۲۰۱۵ء بروز جمعہ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم زیارت حرمین شریفین اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے سعودی عرب کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اور ”وفاق المدارس“ کی اسناد کے معادلہ وغیرہ کے سلسلہ میں مختلف شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل سے ملاقات:

حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے مکہ مکرمہ میں ”رابطہ عالم اسلامی“ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالحسن التركي سے ملاقات کی اس ملاقات میں ”وفاق المدارس العربیہ پاکستان“ اور سعودی عرب کے جامعات کے درمیان مختلف تعلیمی معاملات پر تعاون کے بارے میں مشاورت ہوئی۔ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے رابطہ عالم اسلامی کی خدمات اور اسلامی ممالک میں اس کے کردار کو سراہا۔ یاد رہے کہ ”رابطہ عالم اسلامی“ عالم اسلام کا ایک موثر ادارہ ہے۔ ۱۴/ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۶۲ء میں اس کی تاسیس عمل میں آئی مرکزی دفتر مکہ مکرمہ میں ہونا قرار پایا۔ یہ ادارہ دنیا بھر میں اپنی دعوتی، تبلیغی اور تعلیمی سرگرمیوں کی بناء پر معروف و مشہور ہے۔ رابطہ کے تحت مختلف شعبہ جات دینی خدمات انجام دینے میں سرگرم عمل ہیں۔ 60 علماء کرام پر مشتمل مجلس شوریٰ، رابطہ عالم اسلامی کی سرگرمیوں کی توثیق کرتی ہے۔

”الہیۃ الاسلامیہ العالمیہ للتعلیم“ کے مدیر کی جانب سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت:

حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے رابطہ عالم اسلامی کے شعبہ ”الہیۃ الاسلامیہ العالمیہ للتعلیم“ کے مدیر فضیلۃ الشیخ علی بن مقبول العمری کی جانب سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ میں شرکت کی جس میں محترم ڈاکٹر عبدالرحمن الحازمی مدیر معجدہ الرابطة لاعداد الائمہ والدعاة، محترم ڈاکٹر عبدالرحمن القصاص مفتی حرم مکہ، محترم ڈاکٹر مشعل اللہی، محترم ڈاکٹر ہاشم الاھدل اور محترم ڈاکٹر طارق الدہلوی سمیت ممتاز شخصیات شریک ہوئیں۔ استقبالیہ میں پاکستان کے دینی مدارس و جامعات اور سعودی عرب کے مدارس و جامعات کے مابین تعلقات کے فروغ، تعلیمی سرگرمیوں میں باہمی اشتراک اور دیگر دوطرفہ دلچسپی کے امور پر مشاورت ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ”وفاق المدارس اور الہیۃ الاسلامیہ العالمیہ للتعلیم“ کے مابین گزشتہ سال طے پانوالے معاہدے کی روشنی میں متعدد امور پر تبادلہ خیال ہوا اور عملی اقدامات تجویز کیے گئے۔

سفر یورپ:

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ مطابق ۳۰ جون ۲۰۱۵ء بروز منگل: حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم منگل کی شام متعدد ممالک برطانیہ، ناروے، جرمنی، سویٹزرلینڈ، اٹلی اور فرانس کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے متعدد اجتماعات سے اپنے خطاب میں پاکستان کے دینی مدارس اور وفاق المدارس کی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

اوسلو، ناروے میں نماز عید الفطر:

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۵ جولائی ۲۰۱۵ء بروز منگل: حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم رمضان المبارک کی ستائیسویں شب برطانیہ سے ناروے کے شہر اوسلو پہنچے۔ ختم قرآن پاک کی تقریبات اور یہاں بسنے والے مسلمانوں کے مختلف دینی اجتماعات سے خطاب کیا، ان اجتماعات اور تقریبات کا اہتمام مولانا قاری بشیر احمد، مولانا طارق عثمان، مولانا عبداللطیف، مولانا ذوالقرنین سکندر، مولانا بلال احمد، قاری محبوب الرحمان، قاری محمد داؤد، ڈاکٹر خالد سعید صاحب، حاجی اللہ دہ، شیخ محمد شاہد، بھائی جنید بابر اور چوہدری اشرف صاحب نے کیا۔ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے نماز عید الفطر بھی اوسلو میں ہی پڑھائی اور نماز عید الفطر کے بہت بڑے اجتماع سے خطاب کیا، اس سفر میں حضرت کے صاحبزادے مولانا احمد حنیف صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان) بھی ہمراہ تھے، انہوں نے بھی مختلف تقریبات میں خطاب کیا۔

جرمنی کا پانچ روزہ دورہ:

۳۱ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم ناروے سے پانچ روزہ دورے کے بعد جرمنی پہنچے۔ جرمنی میں مفتی محمد احمد صاحب، مولانا نائش الحق صاحب، حافظ محمد اسماعیل صاحب، حاجی محمد الیاس صاحب، حاجی ریاض احمد صاحب، محترم محمد یاسر صاحب، جناب سراج الدین صاحب، محمد ارشد بٹ صاحب اور محمد سلیم صاحب نے آپ سے ملاقات کی اور مختلف موضوعات پر باہمی مشاورت کی۔ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے مختلف تقریبات اور اجتماعات میں خطاب کے ساتھ ساتھ جرمنی میں مقیم مسلمانوں کی دینی ضروریات پر گفتگو کی۔

اٹلی (روم) کا سفر:

۷ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۴ جولائی ۲۰۱۵ء بروز جمعہ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم جرمنی کا پانچ روزہ مکمل کرنے کے بعد بروز جمعہ المبارک اٹلی (روم) پہنچے۔ اٹلی میں بھائی غلام عباس صاحب، محترم بھائی زبیر صاحب، بھائی جلال الدین صاحب، بھائی سلیم رضا صاحب، قاری محمد داؤد صاحب نے استقبال کیا اور مختلف مقامات پر تقریبات منعقد کیں۔

فرانس کا دورہ:

۱۰ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۷ جولائی ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم محترم

بھائی اشرف صاحب کی دعوت پر دوپہم کے لیے فرانس بھی تشریف لے گئے۔

ملتان والپسی:

۱۲ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۹ جولائی ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم برطانیہ، ناروے، جرمنی، اٹلی، سویٹزرلینڈ، فرانس کا کامیاب دورہ مکمل کر کے جامعہ واپس تشریف لائے۔

جامعہ کے اہم اجلاس کی صدارت:

۱۷ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۳ اگست ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے نئے تعلیمی سال ۱۴۳۶-۳۷ھ کے آغاز پر اساتذہ کرام کے اہم اجلاس کی صدارت فرمائی۔ اجلاس میں گزشتہ سال کے نتائج کا جائزہ لیا گیا۔ جامعہ کے تعلیمی و انتظامی امور کے بارے میں مشاورت کی گئی۔

افتتاح صحیح بخاری شریف کی تقریب میں خطاب:

اسی روز بعد نماز مغرب حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے صحیح بخاری شریف کی افتتاحی تقریب میں طلب علم کی فضیلت اور ضرورت و اہمیت پر مفصل خطاب کیا۔ اس تقریب میں اساتذہ کرام اور طلبہ کے علاوہ عوام الناس کی بھی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔

حکومت سندھ اور اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے مابین منعقدہ اجلاس میں شرکت:

۲۴ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۰ اگست ۲۰۱۵ء بروز پیر حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے سندھ سیکرٹریٹ کراچی میں حکومت سندھ اور اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے قائدین، کراچی کے اہم مدارس و جامعات کے ذمہ داران اور علماء کرام کے مشترکہ اجلاس میں شرکت کی۔ اس اجلاس کی صدارت وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیر برائے مذہبی امور محترم ڈاکٹر عبدالقیوم سومرونے کی۔ پولیس، پینشن برانچ اور دیگر حکومتی اداروں کے ذمہ داران بھی شریک اجلاس ہوئے۔

حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم کے علاوہ مولانا عبید اللہ خالد صاحب، ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ کراچی، مولانا امداد اللہ صاحب ناظم تعلیمات جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، مولانا سعید عبدالرزاق سکندر اور کراچی و سندھ کے مدارس کے ذمہ داران نے بھی اجلاس میں شرکت کی۔

حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے دینی مدارس کی رجسٹریشن، کوائف، نصاب تعلیم، مدارس کے خلاف آپریشن جیسے موضوعات پر تفصیلی گفتگو کی اور مرکزی و صوبائی حکومتوں کے ساتھ اب تک ہونے والے مذاکرات اور معاہدات کی تفصیل بیان کی اور مؤقف اختیار کیا کہ حکومت معاہدوں کی خلاف ورزی کر رہی ہے نہ کہ ارباب مدارس۔ اس لئے حکومت مدارس کے خلاف معاندانہ رویہ ترک کرے اور معاہدوں کی پابندی کرے۔ اجلاس میں طویل گفتگو کے بعد طے پایا کہ حکومت سندھ اور مدارس کے درمیان مستقل رابطہ کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی اور مدارس کی شکایات کا ازالہ کیا جائے گا۔ نیز آئندہ کسی بھی مدرسہ کے خلاف کوئی بھی کارروائی مذکورہ کمیٹی کو اعتماد میں لئے بغیر نہیں ہوگی۔

واضح رہے کہ اجلاس میں مشیر مذہبی امور کی طرف سے مدارس سے متعلق مسائل پر ایک مسودہ پیش کیا گیا تھا

جس پر اس اجلاس میں عذر کیا گیا اور اکابر وفاق نے گزشتہ رات جامعہ دارالعلوم کراچی میں اپنے ایک اجلاس میں اس پر طویل مشاورت کے بعد اپنا مؤقف طے کیا۔ جامعہ دارالعلوم کراچی میں یہ مشاورتی اجلاس حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم العالی کی زیر صدارت ہوا اور اس میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی، حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم، حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب، حضرت مولانا امداد اللہ صاحب، مولانا سعید عبدالرزاق صاحب، مولانا زبیر اشرف عثمانی صاحب، مولانا ڈاکٹر عمران اشرف صاحب اور مولانا راحت علی ہاشمی صاحب نے شرکت کی۔

صدر وفاق دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات:

حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے اسی روز بعد نماز عصر جامعہ فاروقیہ کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کی اور ”وفاق“ کے امور پر مشاورت کی۔

جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں علماء کرام کے اجلاس میں شرکت اور محترم عرفان صدیقی صاحب سے ملاقات: ۲۵ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۱ اگست ۲۰۱۵ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم کراچی سے اسلام آباد تشریف لے گئے اور جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں منعقدہ علماء کرام اور ارباب مدارس کے اجلاس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے موجودہ صورت حال پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ مدارس کے خلاف اقدامات عالمی ایجنڈا ہیں۔ یہ دو راہتلا ہے، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان شاء اللہ مدارس قائم رہیں گے۔ ارباب وفاق مسائل کے حل کے لئے مسلسل ارباب اقتدار سے رابطہ میں ہیں اور مسائل کے حل کے لئے کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ حضرات مدارس کے داخلی نظام کو مضبوط و محفوظ بنائیں اور تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ اجلاس میں مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی، مولانا محمد اشرف علی، مولانا نذیر فاروقی، مولانا عبدالغفار سمیت علماء کرام اور ذمہ داران مدارس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

بعد ازاں حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے علماء کرام کے وفد کے ہمراہ وزیراعظم کے مشیر برائے قومی امور محترم جناب عرفان صدیقی صاحب سے ملاقات کی اور مدارس کے خلاف ہونے والی حکومتی کارروائیوں اور زیادتیوں سے آگاہ کیا۔ محترم عرفان صدیقی صاحب نے وزیراعظم، وزیر داخلہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے رابطہ کر کے ان شکایات کے ازالہ کی یقین دہانی کرائی۔

سعودی عرب کے محترم سفیر صاحب سے ملاقات:

۲۷ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۳ اگست ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے علماء کرام کے ایک وفد کے ہمراہ سعودی عرب کے نئے سفیر محترم شیخ عبداللہ بن مرزوق الزہرانی سے ملاقات کی اور انہیں پاکستان آمد پر خوش آمدید کہا اور ان کی تعیناتی کو پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان تعلقات کی مضبوطی کا ذریعہ قرار دیا اور امید ظاہر کی کہ آپ کی آمد اور تعیناتی سے پاکستان اور سعودی عرب کے دینی مدارس و جامعات اور علماء کرام کے درمیان بھی تعلقات کو مزید فروغ ملے گا۔

تقریب افتتاح صحیح بخاری شریف کی مختصر روئیداد

مولانا شبیر احمد بھلوی صاحب (ناظم شاخجائے جامعہ) ۵۵۵۵۵۵۵۵۵۵۵۵۵۵

☆ جامعہ خیر المدارس ملتان میں ۸۷ ویں نئے تعلیمی سال ۱۴۳۶ھ کے آغاز پر افتتاح بخاری شریف کی تقریب ۱۷ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۳/ اگست ۲۰۱۵ء بروز سوموار بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔

☆ تقریب کے انتظامات کی نگرانی ناظم جامعہ مولانا عبدالمنان صاحب مدظلہ نے کی اور ان کے ساتھ معاونت جامعہ کے اساتذہ میں سے مولانا کلیم اللہ، مولانا طاہر فاروقی، مولانا ثناء اللہ اور بھائی مظہر رشید نے کی اور نقابت کے فرائض جامعہ کے استاذ مولانا مفتی محمد عثمان جالندھری مدظلہ نے انجام دیے۔

☆ تقریب میں جامعہ کے اساتذہ کرام اور طلبہ کے علاوہ اہل علاقہ بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

☆ تقریب کا آغاز مولانا شمس الحق صاحب جالندھری کی تلاوت سے ہوا، حافظ غلام مرتضیٰ (متعلم درجہ ثانویہ خاصہ) نے ہدیہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا۔

☆ جامعہ خیر المدارس ملتان کے شعبہ تخصص فی الدعوة والاشراد کے رئیس استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد انور اکاڑی صاحب دامت برکاتہم نے تقلید کی ضرورت واہمیت پر مفصل خطاب فرمایا۔

☆ جامعہ کے استاذ الحدیث اور ماہنامہ الخیر کے مدیر مولانا محمد اہر صاحب دامت برکاتہم کے کسمن صاحبزادے تمیم داری اور مفتی محمد عثمان جالندھری کے کسمن صاحبزادے محمد عبداللہ عثمان نے مسطور کن آواز وانداز میں تلاوت کی اور مجمع سے داد تحسین وصول کی۔

☆ جامعہ کے ناظم تعلیمات اور استاذ الحدیث حضرت مولانا شمشاد احمد صاحب مدظلہ نے تحصیل علم کے آداب پر ”خیر الکلام ما قل و دل“ کے مصداق انتہائی مختصر مگر جامع مانع خطاب فرمایا۔

☆ جامعہ کے مہتمم اور ہر دل عزیز شخصیت حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدہم نے طلب علم کی ضرورت واہمیت اور فضائل پر مفصل خطاب فرمایا۔ آپ کا خطاب ”ان من البیان لسحراً“ کا مصداق تھا جس نے طلبہ کے دلوں میں طلب علم کا ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا کر دیا اور تحصیل علم میں محنت کے لیے نئی روح پھونک دی۔

☆ جامعہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم نے صحیح بخاری شریف کی پہلی حدیث مبارک کا درس دیا اور اصلاح نیت واخلاص نیت کی اہمیت پر دلنشین انداز میں خطاب فرمایا۔

☆ جامعہ کے شعبہ تجوید وقرأت کے استاذ حضرت مولانا قاری محمد اقبال رحیمی صاحب مدظلہ کو حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے ۲۵ ہزار روپے جامعہ کی طرف سے بطور ہدیہ پیش فرمایا کیونکہ حضرت قاری محمد

اقبال صاحب کی درس گاہ کے طلبہ نے رابطہ عالم اسلامی کے تحت منعقدہ تجوید و قراءت کے مقابلوں میں اسلام آباد میں ملکی سطح پر اور جدہ (سعودی عرب) میں بین الاقوامی سطح پر اعلیٰ پوزیشنیں حاصل کی تھیں اور رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام ان طلبہ کو عمرہ بھی کرایا گیا۔

☆ جن طلبہ نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات منعقدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰۱۵ء میں ملکی اور صوبائی سطح پر پوزیشنیں حاصل کی تھیں، ان طلبہ عزیز کو ناظم تعلیمات حضرت مولانا شمشاد احمد صاحب مدظلہ کی طرف سے کتابوں کے سیٹ بدست حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم دیے گئے، جب کہ جامعہ کی طرف سے ان کو نقد انعامات ختم بخاری شریف کی تقریب میں دیے جائیں گے۔

☆ تقریب کا اختتام جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد صاحب دامت برکاتہم کی پرسوز دعا پر ہوا۔

اشتہار جو ہر مہینہ

قارئین الخیر توجہ فرمائیں

ماہنامہ الخیر کے وہ قارئین جن کا سالانہ زر تعاون ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۵ء کو ختم ہو رہا ہے، وہ آئندہ سال کے لیے 380 روپے بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ بینک درج ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آن لائن کر کے بذریعہ فون مطلع فرمائیں۔

0510-010116430 میزان بینک چوگی نمبر 14 ملتان

اور بیرون ملک کے احباب بھی اپنی سالانہ فیس اسی نمبر پر آن لائن کروا کر بذریعہ فون مطلع فرمائیں۔

ماہنامہ الخیر اس وقت تقریباً 6 لاکھ روپے کا مقروض ہے، اہل خیر سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

رابطہ: ابوعمار فیاض احمد عثمانی ناظم ماہنامہ الخیر جامعہ خیر المدارس ملتان 0300/0313-7366544

کُتب نما

تذکرہ حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ:

تالیف و ترتیب: حضرت مولانا عبدالغفار تونسوی

ناشر: جامعہ عثمانیہ جامع مسجد قباء تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان

ترجمان اہل سنت و کیل صحابہ ﷺ مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ محمد عبدالستار تونسوی نور اللہ مرقدہ کا سانحہ وفات ۶ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ء بروز جمعہ المبارک پیش آیا، حضرت رحمہ اللہ کی غیر معمولی دینی و علمی خدمات کے باعث آپ کی جدائی نے ملک کے طول و عرض میں عوام و خواص میں صف ماتم بچادی، بلاشبہ حضرت تونسوی رحمہ اللہ جیسی شخصیات خال خال وجود میں آتی ہیں جن کے مجاہدانہ کارنامے، مناظرانہ رسوخ و مہارت، عزیمت و استقامت، اصلاح و تقویٰ اور اخلاق و کردار بعد والی نسلوں کے لیے سنگ میل اور مشعل راہ قرار پاتے ہیں۔

حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ نے گمراہ فرقوں کے دجل و فریب سے اہل ایمان کی حفاظت کے لیے تبلیغ و مناظرہ کے میدان کا انتخاب کیا اور کم و بیش ۵۷ سال تک اس میدان میں نہایت جرأت و استقامت کے ساتھ قائدانہ کردار ادا کرتے رہے، تبلیغ و مناظرہ کے میدان میں آپ رحمہ اللہ کا مسلک اعتدال تھا اشتعال نہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقاریر اہل السنۃ والجماعۃ کے علاوہ دوسرے مسالک کے افراد بھی دلچسپی سے سنتے تھے اور بعض اپنے غلط و عقائد و نظریات سے تاب بھی ہو جاتے، خطاب کے دوران آپ رحمہ اللہ کی اخلاص میں ڈوبی ہوئی مخصوص گرجدار آواز سامعین کے قلوب میں اتر جاتی۔

آپ رحمہ اللہ کے سانحہ ارتحال کے بعد آپ رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت مولانا عبدالغفار تونسوی نے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ”تذکرہ علامہ تونسوی رحمہ اللہ“ میں آپ کے روح پرور حالات و واقعات اور ایمان افروز صفات و کمالات کو جمع فرمایا ہے، جس میں آپ رحمہ اللہ کی سوانح عمری کے ساتھ تبلیغی خدمات، تصنیفات و تالیفات اور مناظرانہ جدوجہد کے ایمان افروز و دلورہ انگیز واقعات خوبصورت پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں، حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ کے مجاہدانہ کارناموں سے آگہی کے لیے اس مجموعہ کا مطالعہ ضروری ہے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت دیدہ زیب، صفحات: ۱۰۰۰ قیمت: درج نہیں

ملنے کا پتہ: دفتر تحریک تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان، نواں شہر ملتان

مولانا سمیع الحق حیات و خدمات (جلد ۲):

تالیف: حضرت مولانا عبد القیوم حقانی زید مجدہم

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ ♦، خالق آباد، نوشہرہ، کے پی کے

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق زید مجدہم کا نام نامی تاریخ میں کئی حوالہ سے محفوظ رہے گا، ان کی تدریسی تالیفی، قومی، دلی اور سیاسی خدمات ہماری قومی تاریخ کا روح پرور اور دلربا باب ہیں، جب انہوں نے سیاست کی وادی خارزار میں قدم رکھا اور اکابر کی امانت یعنی جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت ان کے سپرد ہوئی، اس وقت اسلام اور اہل اسلام کے خلاف روس کے طحدرین اور یہود و نصاریٰ کی سازشیں عروج پر تھیں، اسی عرصہ میں جہاد افغانستان کا آغاز ہوا، جہاد کا نام آتے ہی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ان سرفروش صف شکن مجاہد طلبہ کی یاد آتی ہے جنہوں نے افغانستان پر سوویت یونین کی چڑھائی کے بعد بے سروسامانی کے عالم میں افغان مجاہدین کا ساتھ دیا اور جہاد افغانستان کی بنیاد رکھی، سرفروشوں کے اس قافلہ جنوں کے میرکارواں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ اور ہمارے مدد و مددگار شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق زید مجدہم تھے، عالمی، صلیبی و صیہونی دہشت گردی کے خلاف آپ کا مجاہدانہ کردار سنگ میل کے طور پر پچانا جائے گا، دینی و سیاسی جدوجہد میں حضرت مولانا نے ہمیشہ حق تعالیٰ شانہ کی رضا اور اعلاء کلمۃ اللہ کو پیش نظر رکھا، اس سیاسی سفر میں بہت سے مقامات ایسے آئے کہ اگر وہ چاہتے تو اقتدار کی رنگینوں سے لطف اندوز ہو سکتے تھے، مگر انہوں نے اپنے اسلاف کے طرز کے مطابق امیری پر فقیری کو ترجیح دی، یہی وجہ ہے کہ آپ نے اقتدار کے ایوانوں کے اندر اور باہر مؤمنانہ جرأت کے ساتھ حق گوئی کا فریضہ انجام دیا، فرقی باطلہ کا تعاقب ہو یا تجدد و استشراق کی تردید، تحفظ ناموس صحابہ ؓ و اہل بیت کا مسئلہ ہو یا نفاذ اسلام کے لیے شریعت ہل کی جدوجہد، حضرت مولانا سمیع الحق ہر میدان میں شہ سوار نظر آتے ہیں، ہمارے بہت ہی محترم بزرگ (بزرگی بعقل است نہ بہ سال) حضرت مولانا عبد القیوم حقانی زید مجدہم کو اللہ تعالیٰ نے تصنیف و تالیف کا خاص ذوق عطا فرمایا ہے، بالخصوص اکابر کے احوال و معارف کی تدوین و اشاعت سے انہیں والہانہ لگاؤ ہے، ان پر قرض تھا کہ وہ اپنے یگانہ روزگار استاذ حضرت مولانا سمیع الحق کی حیات و خدمات کا تعارف اپنے منفرد و ممتاز انداز نگارش میں کراتے، ”مولانا سمیع الحق حیات و خدمات“ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا کہ مولانا حقانی زید مجدہم نے یہ قرض باحسن طریق چکا دیا ہے اور حضرت مولانا کی تقریباً پون صدی پر مشتمل دلاویز و سبق آموز داستان عزیمت کو دو جلدوں میں سمودیا ہے۔ مولانا حقانی کے بقول یہ ایک مرد مجاہد کی کہانی ہی نہیں، ایک عہد کی تاریخ ہے۔

مولانا حقانی اس کاوش پر مبارکباد اور تمام اہل علم و فضل کے شکریہ کے مستحق ہیں، یہ کہنا شاید تحصیل حاصل ہو کہ یہ تاریخی دستاویز اور داستان سبق آموز اس لائق ہے کہ ہر گھر، ہر لاہری، ہر مدرسہ اور ہر ادارے کی زینت بنے۔

کاغذ کمپوزنگ بہتر صفحات: جلد اول ۴۷۰، جلد ثانی ۴۷۰ قیمت: درج نہیں رابطہ: 0301-3019928

مسافرانِ آخرت

ابوعارفیاض احمد عثمانی

﴿ ملتان کی معروف شخصیت و طبیب حاذق محترم جناب حکیم حافظ محمد حنیف اللہ مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور برادر محترم حکیم حافظ محمد طارق صاحب (طارق دواخانہ، قدیر آباد، ملتان) اور حکیم محمد ظلیل اللہ صاحب (مطب حکیم محمد حنیف اللہ مرحوم، کچہری روڈ ملتان) کی والدہ ماجدہ ۱۰ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷ جولائی ۲۰۱۵ء بروز پیر انتقال کر گئی ہیں، مرحومہ انتہائی عابدہ زاہدہ صالحہ خاتون تھیں، نماز جنازہ بعد نماز عصر جلال باقری قبرستان کی جنازہ گاہ میں ادا کی گئی جس میں جامعہ کے شیخ الحدیث، استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب زید مجدہم، جامعہ قاسم العلوم کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد یونس صاحب مدظلہم، ابن امیر شریعت جناب سید عطاء البیہمن شاہ صاحب مدظلہم، جامعہ خیر المدارس کے اساتذہ و خدام کے علاوہ سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

﴿ جامعہ کے استاذ حضرت حافظ محبوب احمد مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور برادران حافظ محمود احمد صاحب اور حافظ محمد قاسم صاحب کی والدہ ماجدہ بھی اسی دن انتقال کر گئی ہیں، مرحومہ بہت ہی نیک خاتون تھیں، گھر پر ہی محلہ کی بچیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتی تھیں۔

﴿ جامعہ کے سابق ٹھیکیدار محترم جناب حاجی افتخار احمد صاحب (چنیوٹ) کی والدہ ماجدہ بھی اسی دن دارفانی سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرما گئی ہیں۔

﴿ جامعہ کے معاون محترم جناب عامر حسن خان صاحب (لاہور) کی والدہ ماجدہ بھی گزشتہ دنوں انتقال کر گئی ہیں، مرحومہ صوم و صلوة کی پابند نیک خاتون تھیں۔

﴿ ماہنامہ الخیر کے قاری مولانا حافظ مظہر احمد صاحب (میاں کار پوریشن قطب پور، بودھراں) نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ قاری محمد نعمان احمد ولد مولانا مشتاق احمد صاحب (قطب پور) ۲۳ جولائی ۲۰۱۵ء کو ۲۷ برس کی عمر میں ہارٹ ٹیک کی وجہ سے انتقال کر گئے ہیں۔ مرحوم نیک سیرت خاموش طبع اور صوم و صلوة کے پابند تھے۔

﴿ جامعہ دارالعلوم رحیمہ ملتان کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد سلیم صاحب ۱۳ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ بمطابق ۳۰ جولائی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات انتقال کر گئے ہیں، نماز جنازہ ۳ بجے سہ پہرا کی گئی جس میں جامعہ خیر المدارس کے مہتمم و فاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم، اکابر علمائے کرام اور طلبہ کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام الناس نے بھی شرکت کی۔

﴿ جامعہ کے معاون حاجی محمد امین صاحب مرحوم (بورے والا) کی اہلیہ اور طلحہ شہزاد کی والدہ ماجدہ بھی گزشتہ ماہ انتقال فرما گئیں۔

﴿ حافظ عبید اللہ (دہاڑی) کے والد اور جامعہ کے معاون حاجی محمد اکرم صاحب ۳۰ شعبین المظفر کو وصال فرما گئے۔

﴿ جامعہ عمر بن خطاب ♦ ملتان کے نئے استاذ اور جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے سابق استاذ حضرت مولانا عبداللہ شہزاد صاحب جو کچھ دن قبل ایک ٹریفک حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے تھے، نشتر ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ ۲۰ شوال المکرم کورات کے وقت انتقال کر گئے ہیں۔ نماز جنازہ جمعہ المبارک کے دن صبح ۱۰ بجے مظفر گڑھ میں مبلغ اسلام اور جامعہ عمر بن خطاب ♦ کے مہتمم حضرت مولانا کریم بخش صاحب زید مجدہم کی امامت میں ادا کی گئی۔ جامعہ فاروقیہ میں تدفین کے دوران حضرت کا معمول تھا کہ ہر سبق شروع کرنے سے پہلے

گھر تشریف لے جاتے۔ وضوء کر کے دو رکعت نفل پڑھ کر پھر نئے سبق کے لئے تشریف لاتے۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

✽ ماہنامہ الخیر کے قاری جناب حافظ عزیز الرحمن خورشید صاحب (جامع مسجد فاروقیہ، ملکوال)، حضرت مولانا عبدالرحمن علوی (جامع مسجد گلشن آباد، راولپنڈی اور حضرت مولانا سعید الرحمن علوی مرحوم کے بھانجے حافظ محمد عمیر صدیقی صاحب بھی گزشتہ دنوں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے ہیں۔

✽ ماہنامہ الخیر کے قاری اور معاون خاص حاجی مقبول الرحمن صاحب (مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور) کے بہنوئی اور اسلامی کتب خانہ لاہور کے مالک محترم جناب ممتاز احمد صاحب ۲ ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۸/ اگست ۲۰۱۵ء بروز منگل انتقال کر گئے ہیں، نماز جنازہ بروز بدھ ادا کی گئی، جس میں ملک بھر سے علماء، قراء اور تاجر حضرات کے علاوہ کثیر تعداد میں شہری احباب نے شرکت کی، مرحوم انتہائی نیک سیرت، صوم و صلوة کے اور دیانتدار تاجر تھے۔

✽ جامعہ کے فاضل مولوی عمر فاروق صاحب (۷۱ کئی، بدھلہ روڈ ملتان) کی والدہ ماجدہ بھی ۲ ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۸/ اگست ۲۰۱۵ء بروز منگل انتقال کر گئیں، مرحومہ شوگر کے عارضہ میں مبتلا تھیں، نماز جنازہ میں جامعہ خیر المدارس کے اساتذہ اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔

✽ جامعہ کی شاخ مدرسہ سیدہ ہاجرہ للبنات موضع سُبجان پور ضلع ملتان کے نگران مولانا محمد ناصر کشمیری کی والدہ ماجدہ شعبان المعظم میں وفات پا گئی ہیں۔

✽ ماہنامہ الخیر کے قاری بھائی محمد ایوب کے والد ماجد جناب محمد یعقوب صاحب (وٹری اسٹینٹ گورنمنٹ پولٹری فارم قاسم پور کالونی ملتان) شجاع آباد میں ۱۰/ اگست ۲۰۱۵ء کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے انتقال کر گئے ہیں۔

✽ ماہنامہ الخیر کے کمپوزر محمد فرحان سبحانی کی تائی صاحبہ محمد شفیع مرحوم کی اہلیہ (نزد قیوم میڈیکل ہال سمیچ آباد ملتان) بھی گزشتہ دنوں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئی ہیں۔

✽ جامعہ کے معاون حاجی محمد امین مرحوم (بورے والا) کی اہلیہ اور بھائی طلحہ شہزاد کی والدہ ماجدہ بھی گزشتہ ماہ انتقال کر گئی ہیں

✽ حافظ عبید اللہ (دہاڑی) کے والد ماجد اور جامعہ کے معاون حاجی محمد اکرم ۳۰ شعبان ۱۴۳۶ھ کو وصال فرما گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کی سیئات کو حسنات میں تبدیل فرمائیں، قارئین الخیر سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

دعائے صحت کی درخواست

☆ جامعہ کے عظیم فاضل اور سابق سفیر حضرت مولانا احسان الحق صاحب (ملتان) گزشتہ دنوں فالج کے عارضے میں مبتلا ہو گئے ہیں اور صاحب فراش ہیں۔

☆ ماہنامہ الخیر کے قلمی معاون پروفیسر حضرت مولانا غازی عبدالرحمن قاسمی (ملتان) اور جامعہ عثمانیہ فقیر والی کے متہم حضرت مولانا خورشید احمد نعمانی مدظلہ کے ماموں حضرت مولانا عبدالواحد ندیم صاحب (ملتان) گردوں کے عارضے میں مبتلا ہیں۔ قارئین الخیر سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

not found.

৫৮৩

not sound.

৫৮২